﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد13 — جمعۃ المبارک یکم/دسمبر2006ء — 09/ذوالقعدہ1427ہجری قمری ❁ یکم/فتح 1385 ہجری شمسی — شمارہ 48

خدا کے خزانوں میں کمی نہیں آئے گی

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو اگر تمہارے سب اگلے پچھلے جنّ و انس ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور مجھ سے حاجات مانگیں اور مَیں ہر ایک انسان کی حاجات کو پورا کردوں تو بھی میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی سمندر میں سوئی ڈال کر اس کو باہر نکالنے سے سمندر کے پانی میں آتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البرّ والصّلۃ باب تحریم الظلم حدیث نمبر 4674)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود نازل ہوگا اور مسلمان لوگ اس کی تکذیب کر کے یہود خصلت ہو جائیں گے اور طرح طرح کی بدکاریوں اور قسم قسم کی شوخیوں اور شرارتوں میں ترقی کر جاویں گے اس لئے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ والی دعا سکھائی گئی۔

یہ مت سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا غضب بھی اسی طرح کا ہوتا ہے کہ جس طرح سے انسان کا غضب ہوتا ہے کیونکہ خدا خدا ہے اور انسان انسان ہے۔

’’پھر اس کے آگے خدا فرماتا ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَاالضَّآلِّیْنَ (الفاتحۃ:7) یعنی اے مسلمانو! تم خدا سے دعا مانگتے رہو کہ یا الٰہی ہمیں ان لوگوں میں سے نہ بنانا جن پر اس دنیا میں تیرا غضب نازل ہوا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کا راستہ دکھانا جو کہ راہ راست سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ بطور قصّہ یا کتھا کے بیان نہیں کیا بلکہ وہ جانتا تھا کہ جس طرح پہلی قوموں نے بدکاریاں کیں اور نبیوں کی تکذیب اور تفسیق میں حد سے بڑھ گئیں اسی طرح مسلمانوں پر بھی ایک وقت آئے گا جبکہ وہ فسق و فجور میں حد سے بڑھ جاویں گے اور جن کاموں سے ان قوموں پر خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا تھا ویسے ہی کام مسلمان بھی کریں گے اور خدا تعالیٰ کا غضب اُن پر نازل ہوگا۔

تفسیروں اور احادیث والوں نے مغضوب سے یہود مراد لئے ہیں کیونکہ یہود نے خدا تعالیٰ کے انبیاء کے ساتھ بہت ہنسی ٹھٹھا کیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاص طور پر دُکھ دیا تھا اور نہایت درجہ کی شوخیاں اور بے باکیاں انہوں نے دکھائی تھیں جن کا آخری نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اسی دُنیا میں ہی خدا تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا تھا۔

مگر اس جگہ خدا کے غضب سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ (معاذ اللہ) خدا چڑ جاتا ہے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان بسبب اپنے گناہوں کے نہایت درجہ کے پاک اور قدوس خدا سے دُور ہو جاتا ہے یا مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ ایک شخص کسی ایسے حجرہ میں بیٹھا ہوا ہو جس کے چار دروازے ہوں۔ اگر وہ ان دروازوں کو کھولے گا تو دھوپ اور آفتاب کی روشنی اندر آتی رہے گی اور اگر وہ سب دروازے بند کر دے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روشنی کا آنا بند ہو جائے گا۔ غرض یہ بات سچی ہے کہ جب انسان کوئی فعل کرتا ہے تو سنّت اللہ اسی طرح سے ہے کہ اس فعل پر ایک فعل خدا تعالیٰ کی طرف سے سرزد ہوتا ہے۔ جیسے اس شخص نے بدقسمتی سے جب چاروں دروازے بند کر دیئے تھے تو اس پر خدا تعالیٰ کا فعل یہ تھا کہ اس مکان میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا۔ غرض اس اندھیرا کرنے کا نام خدا کا غضب ہے۔

یہ مت سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا غضب بھی اسی طرح کا ہوتا ہے کہ جس طرح سے انسان کا غضب ہوتا ہے کیونکہ خدا خدا ہے اور انسان انسان ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جس طرح سے ایک انسان کام کرتا ہے خدا بھی اسی طرح سے ہی کرتا ہے۔ مثلاً خدا سنتا ہے تو کیا اس کے سننے کے لئے انسان کی طرح ہوا کی ضرورت ہے اور کیا اس کا سننا بھی انسان کی طرح سے ہے کہ جس طرف ہوا کا رُخ زیادہ ہوا اُس طرف کی آواز کو زیادہ سُن لیا۔ یا مثلاً دیکھنا ہے کہ جب تک سورج، چاند، چراغ وغیرہ کی روشنی نہ ہو انسان دیکھ نہیں سکتا تو کیا خدا بھی روشنیوں کا محتاج ہے؟ غرض انسان کا دیکھنا اَور رنگ کا ہے اور خدا کا دیکھنا اَور رنگ کا ہے۔ اس کی حقیقت خدا کے سپرد کرنی چاہیئے۔

آریہ وغیرہ جو اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کو غضبناک کہا گیا ہے۔ یہ ان کی صریح غلطی ہے۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ قرآن مجید کی دوسری جگہوں پر بھی نظر کرتے۔ وہاں تو صاف طور پر لکھا ہے عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف:157)۔ خدا کی رحمت تو کُل چیزوں کے شامل حال ہے۔ مگر ان کو دقّت ہے تو یہ ہے کہ خدا کی رحمت کے تو وہ قائل ہی نہیں۔ اُن کے مذہبی اصول کے بموجب اگر کوئی شخص بصد مشکل مکتی حاصل کر بھی لے تو آخر پھر وہاں سے نکلنا ہی پڑے گا۔ غرض خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے کلام پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ جیسے کہ خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے ویسے ہی اس کا کلام بھی ہر ایک قسم کی غلطی سے پاک ہوتا ہے۔

اور یہ جو فرمایا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ تو اس سے یہ مراد ہے کہ یہود ایک قوم تھی جو توریت کو مانتی تھی۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت تکذیب کی تھی اور بڑی شوخی کے ساتھ اُن سے پیش آئے تھے۔ یہاں تک کہ کئی بار اُن کے قتل کا ارادہ بھی انہوں نے کیا تھا اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی فن کو کمال تک پہنچا دیتا ہے تو پھر وہ بڑا نامی گرامی اور مشہور ہو جاتا ہے اور جب کبھی اس فن کا ذکر شروع ہوتا ہے تو پھر اسی کا نام ہی لیا جاتا ہے۔ مثلاً دنیا میں ہزاروں پہلوان ہوئے ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں مگر رُستم کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے بلکہ اگر کسی کو پہلوانی کا خطاب بھی دیا جاتا ہے تو اُسے بھی رستمِ ہند وغیرہ کر کے پکارا جاتا ہے۔ یہی حال یہود کا ہے۔ کوئی نبی نہیں گزرا جس سے انہوں نے شوخی نہیں کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو انہوں نے یہاں تک مخالفت کی کہ صلیب پر چڑھانے سے بھی دریغ نہیں کیا اور ان کے مقابلہ پر ہر ایک شرارت سے کام لیا۔

ہاں اگر یہ سوال پیدا ہو کہ یہود نے تو انبیاء کے مقابل پر شوخیاں اور شرارتیں کی تھیں مگر اب تو سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے اس لئے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ والی دعا کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود نازل ہوگا اور مسلمان لوگ اس کی تکذیب کر کے یہود خصلت ہو جائیں گے اور طرح طرح کی بدکاریوں اور قسم قسم کی شوخیوں اور شرارتوں میں ترقی کر جاویں گے اس لئے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ والی دعا سکھائی گئی کہ اے مسلمانو پنجگانہ نمازوں کی ہر ایک رکعت میں دعا مانگتے رہو کہ یا الٰہی ہمیں ان کی راہ سے بچائے رکھیو جن پر تیرا غضب اسی دنیا میں نازل ہوا تھا اور جن کو تیرے مسیح موعودؑ کی مخالفت کرنے کے سبب سے طرح طرح کے آفاتِ ارضی و سماوی کا ذائقہ چکھنا پڑا تھا۔ سو جاننا چاہیئے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کی طرف آیت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ اشارہ کرتی ہے اور وہی خدا کا سچا مسیح ہے جو اس وقت تمہارے درمیان بول رہا ہے‘‘۔

(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم، جدید ایڈیشن، صفحہ387-390)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁❁❁

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

پاکستان میں شرپسند مُلّاؤں اوران کے چیلوں چانٹوں کی طرف سے معصوم احمدیوں کے خلاف شرانگیز کارروائیوں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔مختلف مقامات پر احمدیوں پرظلم وتشدد اوران پر محض ان کے مذہبی اعتقادات کی بناپر زیادتیاں کی جاتی ہیں۔ذیل میں ماہ ستمبر اور اکتوبر میں ہونے والے ایسے متعدد واقعات میں سے چند ایک قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ پیش ہیں۔

ڈیرہ غازی خان:

29 ستمبر 2006ء کو پاکستان کے شہر ڈیرہ غازی خان میں عبدالباسط نامی ایک احمدی پروفیسر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔پروفیسر عبدالباسط صاحب جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان کی مجلس عاملہ کے ایک رکن رہ چکے ہیں۔تفصیل کچھ یوں ہے کہ پروفیسر صاحب اپنے گھر میں داخل ہوئے تو ایک دہشت گرد، انتہا پسند مولوی ان کے ساتھ گھر میں زبردستی داخل ہوگیا اور پستول سے ان پر گولیاں چلانی شروع کردیں۔اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ایک بھی گولی انہیں نہ لگ پائی اور حملہ ناکام رہا۔حملہ آور کو غیر متوقع ناکامی کا سامنا ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا۔پروفیسر صاحب نے اس کا پیچھا کرنے کی کوشش کی تو اس دوران بھی اس نے دو فائر مزید کئے۔اللہ کے فضل سے یہ وار بھی ناکام گئے۔حملہ آور قابو نہ آسکا اور بھاگ نکلا۔واردات پولیس کے علم میں لائی گئی مگر اس سلسلہ میں پولیس نے آخری اطلاع آنے تک کوئی خاطر خواہ قدم نہیں اٹھایا۔نہ کوئی تفتیش کی گئی اور نہ کسی مشتبہ فرد کو حراست میں لیا گیا۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

چونڈہ:

15 اور 16 اکتوبر 2006ء کی درمیانی شب چونڈہ میں واقع احمدیہ مسجد کے امام کے گھر پر حملہ کیا گیا۔امام مسجد صاحب مسجد کی بالائی منزل پر اپنی رہائش گاہ میں تھے کہ کسی نے کھڑکی پر دستک دی۔یہ رات ساڑھے بارہ بجے کا وقت تھا۔چونکہ کھڑکی پر دستک دی گئی اور وقت بھی آدھی رات کے بعد کا تھا، مربی صاحب نے جواب دینا مناسب خیال نہ کیا۔جب دستک دوبارہ ہوئی تو انہوں نے بلند آواز میں دریافت کیا کہ ''کون ہے؟'' اور ساتھ ہی بلند آواز سے بندوق منگوائی۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے بعض دوستوں کو فون بھی کردیا تاکہ کسی بھی ہنگامی صورتحال میں دفاعی کوشش کی جاسکے۔یوں دریافت کئے جانے پر حملہ آور نے ہوائی فائر کئے اور موقع سے فرار ہوگیا۔کچھ ہی دیر بعد مقامی احمدی احباب مسجد میں آگئے اور پولیس کو اطلاع کی گئی جو جلد ہی وہاں پہنچ گئی۔

❀❀❀❀❀❀❀

چک 35۔ن۔سرگودھا:

ضلع سرگودھا کے علاقہ چک 35ن کے رہائشی ملک سیف الرحمان صاحب، جو مقامی جماعت کے صدر بھی ہیں، نے اپنے فارم کی اراضی پر ایک مسجد تعمیر کروا رکھی ہے۔گزشتہ دنوں انہوں نے اس مسجد پر تیار شدہ مینارے لگوانے کا اہتمام کیا۔ مقامی انتہا پسند مُلّاں نے شدید مخالفت کی۔اگرچہ ایسا کوئی قانون نہیں جو کسی کو عبادت گاہ پر مینار لگوانے سے روکتا ہو، مگر ملاں نے اس بات کی شکایت پولیس کے پاس درج کروائی۔ پولیس نے اس کی شکایت کو نہ صرف سنا بلکہ اس پر عمل کرنے کو بھی نکل کھڑے ہوئے۔مقامی تھانہ کے ایس ایچ او نے فریقین کو بلا بھیجا اور مُلّاں کی پرزور حمایت کرتے ہوئے ملک سیف الرحمان صاحب کو متنبہ کیا کہ نہ صرف مینارے گرادئے جائیں گے بلکہ ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی بھی کی جائے گی۔یاد رہے کہ روزنامہ Dawn کے 25 ستمبر 2006ء کی اشاعت میں صدر مملکت جناب جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم کی طرف سے رمضان کے پیغام کے طور پر یہ الفاظ شائع ہوئے تھے کہ ''قوم سے فرقہ واریت کی مذمت کرنے کی استدعا''۔ظاہر ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اس اہلکار یعنی مقامی SHO کے لئے یہ بیان اہمیت کا حامل نہ تھا ورنہ کسی مذہبی جماعت کے جذبات کو مجروح کرکے یوں فرقہ واریت کو ہوا دینے کی ضرورت کیوں محسوس کرتا۔اس دھمکی کے اگلے روز عام کپڑوں میں ملبوس پولیس اہلکاروں نے مسجد پر چڑھ کر مینارے توڑ ڈالے۔

اگر ملک کے ایک حصہ میں ملک کے اعلیٰ ترین حکام کے الفاظ کی قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نظر میں یہ اہمیت ہے تو دوسرے علاقوں میں بہتر صورتحال کی توقع عبث ہے۔کسی معصوم مذہبی جماعت کے جذبات کا نہیں تو شاید حکومت اپنی خواہشات اور بیانات کے مجروح ہونے کا ہی احساس کرلے!!

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مختلف ممالک میں احمدیوں کے خلاف ہونے والی ظالمانہ کارروائیوں کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔اللہ تعالیٰ شریروں کو اپنی گرفت میں لے کر عبرت کا سامان بنائے اور ساری دنیا میں احمدیوں کی حفاظت فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

(مرتبہ: آصف باسط)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

پیامِ ہاتف

(سری لنکا۔بنگلہ دیش اور انڈونیشیا کے مظلوم احمدیوں کے نام)

سج پھولوں کی نہیں راہ صداقت یارو ۔ جھیلنی پڑتی ہے دنیا کی عداوت یارو

(الاپ)

دیارِ شب میں دعا کے دیئے جلا کے چلو
بہ حالِ زار بھی تم اپنے سر اٹھا کے چلو
غرور اہلِ ستم اپنی ٹھوکروں میں رکھو
رہ وفا میں قدم سے قدم ملا کے چلو

فضا میں گونج رہی ہے صدائے کُنْ فَیَکُوْنْ
ستم کی عمر بہت کم ہے جاوداں ہے جنوں
ازل سے صبر نے دیوار جبر توڑی ہے
تم اپنے صبر کے جوہر بھی آزما کے چلو
رہ وفا میں قدم سے قدم ملا کے چلو

محبتوں کے مسافر کہیں نہیں رکتے
وہ ٹوٹ جاتے ہیں لیکن کبھی نہیں جھکتے
مقام دار ہے کوئے رضائے یار اگر
خسارہ اس میں نہیں کوئی مسکرا کے چلو
رہ وفا میں قدم سے قدم ملا کے چلو

سدا ذبح ہوئے دین حنیف کے وارث
یونہی نہیں ہو حسینؓ و لطیفؓ کے وارث
سلامتی کی خبر بے اماں ہی دیتے ہیں
سو بے امانی کو اپنے گلے لگا کے چلو
رہ وفا میں قدم سے قدم ملا کے چلو

تمہارے عزم و یقیں پر نہیں عدُو کی نظر
تمہارے حصے میں آئے ہیں رفتگاں کے ہنر
لباس عشق پر اتری ہو کہکشاں جیسے
ہر ایک گھاؤ کی لو اس طرح بڑھا کے چلو
رہ وفا میں قدم سے قدم ملا کے چلو

نئے نہیں ہیں یہ طوفاں یہ آندھیاں یہ ستم
لئے ہیں یار نے یاروں کے امتحاں پیہم
نئی صدی کے نئے قرض سب پہ واجب ہیں
برائے یار حساب عمل چکا کے چلو
رہ وفا میں قدم سے قدم ملا کے چلو

شعاع نور خلافت میں تم پروئے گئے
نظر تراشی گئی دل کے میل دھوئے گئے
خزف سے موتی ہوئے ہو خدا کی رحمت سے
اُسی کے ذکر کو اپنا عصا بنا کے چلو
رہ وفا میں قدم سے قدم ملا کے چلو

(جمیل الرحمن ۔ ھالینڈ)

"احمدی لڑکیوں اورلڑکوں کے رشتے جماعت میں ہی ہوں تاکہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں"۔(حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

نظامِ سلسلہ کی تعلیم کے مطابق رشتہ کرنے کی اہمیت

(غلام مصباح بلوچ۔ ربوہ)

انسانی نسل کی بقا کے لئے اللہ تعالیٰ نے شادی کا نظام رکھا ہے اور ہر مذہب نے اس کے متعلق تعلیم دی ہے۔دین اسلام کو اس پہلو سے بھی یہ فضیلت حاصل ہے کہ شادی بیاہ کے متعلق اس کی تعلیم دیگر مذاہب کی نسبت زیادہ موزوں اور معاشرے میں حسن پیدا کرنے والی ہے۔ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ شادی بیاہ کے بابرکت ہونے کے متعلق بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ"۔

(بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین)

یعنی کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہوسکتی ہیں۔یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن وجمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔لیکن تُو دیندار عورت کو ترجیح دے۔اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔

اس طرح اسلام نکاح میں خاوند اور بیوی کے لئے کفو یعنی ہم پلّہ اور برابر ہونا مستحسن قرار دیتا ہے۔اس کی وجہ سے بہت سی معاشرتی الجھنوں سے بچا جاسکتا ہے اور زندگی میں ہم آہنگی اور موافقت پیدا ہوتی ہے۔

کُفو میں مذہب، دینداری اور معاشرتی یکسانی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے لیکن ان میں سب سے بنیادی اہمیت پھر بھی دین کو حاصل ہے کیونکہ اس سے علاوہ اور باتوں کے اولاد کی تربیت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔اس لئے تمدنی، معاشرتی اور تربیتی وجوہات کی بنا پر پیدا ہونے والے مسائل اور الجھنوں کے پیش نظر نظام جماعت ایک احمدی عورت کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی غیر احمدی مرد سے شادی کرے۔اسی طرح احمدی مرد کے لئے بھی بہتر ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسل کی تعلیم وتربیت کے لئے احمدی عورت کا انتخاب کرے تا ان کی اولاد بچپن ہی سے جماعتی روایات اور نظام سے واقف ہو اور اسی ماحول میں پروان چڑھے اور دین کی خادم بنے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہو۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں رشتے کرنے کے بارہ میں بڑی تاکید فرمائی ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں:

"چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم، اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کو بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاح کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیرسایہ ہو کر متعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کرکے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔مال میں، دولت میں، علم میں، فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں، خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ **بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے ہیں اور ہمارا نام دجّال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخوان اور تابع ہیں۔یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔** جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔**سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے**......"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 50-51)

حضور علیہ السلام کی اس بابرکت آواز پر صحابہ نے لبیک کہا اور باوجود خاندانی مخالفت اور دنیا کے قیل وقال کے اپنے رشتوں کو احمدیت کے ساتھ ہی باندھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل صالح کو بے شمار رحمتوں اور برکات سے باثمر کیا۔

آیئے دیکھتے ہیں اصحاب احمد علیہ السلام نے اس میدان میں کیسے کیسے عمدہ نمونے اطاعتِ امام اور آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے دکھائے ہیں۔

......سلسلہ احمدیہ کے مشہور بزرگ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل خان صاحب گوڑیانوی رضی اللہ عنہ (یکے از 313 اصحاب) کی شادی مشہور صحابی حضرت قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی رضی اللہ عنہ (یکے از 313 اصحاب) کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔اخبار الحکم نے شادی کی خبر دیتے ہوئے لکھا:

"ہم فریقین کو مبارک باد دیتے ہیں۔اس شادی کا تذکرہ ہم نے محض اس لحاظ سے کیا ہے کہ یہ احمدی قوم میں ایک قابل نمونہ شادی ہے۔ڈاکٹر صاحب کو اپنے خاندان میں کئی رشتے ملتے تھے مگر ان کی اصل غرض یہ تھی کہ احمدی قوم میں ہو اور مخالفوں کے ہاں نہ ہو جس سے وہ قومیت کے قیود کو توڑنا بھی چاہتے تھے جو قوم کے قوم ہونے کی راہ میں ایک روک ہوسکتے ہیں۔ایسا ہی قاضی صاحب کا منشا تھا۔بہرحال خوشی کی بات ہے کہ احمدی قوم اس ضرورت کو محسوس کرکے عملی طور پر قدم بڑھا رہی ہے کہ رشتہ ناطے اپنی ہی جماعت میں ہوں۔(الحکم 17/اکتوبر 1901ء صفحہ 7 کالم 3)

حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب رضی اللہ عنہ (وفات 9/اگست 1965ء۔ربوہ) بوجہ احمدیت اپنا رشتہ ترک کرنے کے متعلق فرماتے ہیں:

"میری منگنی منشی احمد جان صاحب کی لڑکی سے ہوئی جو قوم کے کشمیری تھے اور ان دنوں انگریزوں کو پشتو اور فارسی پڑھایا کرتے تھے۔والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ نے منشی احمد جان صاحب کے گھر جا کران سے جھگڑا کیا اور جو زیور اور کپڑے میری منگنی کے وقت ان کو دیئے تھے وہ واپس لے لئے اور ہماری منگنی فسخ ہوگئی مگر اب تک ان لوگوں نے مجھے لڑکی دینے کا ارادہ ترک نہ کیا تھا۔گو والدہ صاحبہ کے سلوک سے ان کو بہت صدمہ ہوا۔

............ازالہ اوہام ......پڑھ کر مجھے حضرت صاحب کی صداقت کا یقین ہوگیا۔یہ 1896ء کا آخر تھا۔اسی وقت مَیں نے حضرت صاحب کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا جس کا جواب مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی قلم سے گیا کہ حضرت صاحب بیعت قبول فرماتے ہیں......

منشی احمد جان صاحب نے اب تک مجھے لڑکی دینے کا خیال ترک نہ کیا تھا اور میری بھی خواہش تھی کہ اسی جگہ میری شادی ہو......اس دوران میں منشی صاحب سے بھی احمدیت کے متعلق بات چیت ہوئی۔وہ یہ معلوم کرکے کہ مَیں احمدی ہوں سخت ناراض ہوئے۔ان کا کوئی کشمیری پیر تھا اس کو جب علم ہوا کہ مَیں احمدی ہوں تو اس نے ان کو کہہ دیا کہ یہ تو کافر ہے۔حضرت عیسیٰؑ کو وفات شدہ مانتا ہے۔

اس پر انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارا تعلق آپ سے تب رہ سکتا ہے کہ احمدیت سے توبہ کریں۔یہ بات مجھے سخت ناگوار گزری۔**مَیں نے کہا کہ یہ تو آپ کی ایک لڑکی ہے اگر ایسا سو رشتہ بھی ہو تو مَیں احمدیت پر قربان کردوں گا۔** چنانچہ ان سے ناراض ہو کر مَیں راولپنڈی سے سیدھا قادیان چلا گیا اور وہاں حضرت صاحب کے ہاتھ پر مکرّر بیعت کرکے واپس پشاور آگیا"۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 16-19)

اس کے بعد حضرت ماسٹر صاحب نے حضرت سردار بیگم صاحبہؓ سے شادی کی جو نہایت کامیاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اولاد سے بھی نوازا۔

......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خصوصاً لڑکیوں کے رشتے احمدیوں میں کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے کیونکہ عورت اپنے خاوند کے ماتحت ہوتی ہے اس لئے مرد کے قوّام ہونے کی وجہ سے بیوی پر اثر پڑتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ایسی عورت اپنے خاوند کے خیالات اور اعتقادات کی وجہ سے احمدیت سے دور جا پڑے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔اگر ملے تو لے بیشک لو، لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 525 جدید ایڈیشن)

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں اصحاب احمدؑ نے اپنے آپ کو اس کا پابند بنایا اور قومیت، مال اور دیگر دنیوی رسوم ورواج کی قیود کو توڑتے ہوئے اپنی بچیوں کے رشتے احمدیوں میں ہی کئے اور ان کے ایمان کے محفوظ ہونے کا سامان کیا۔بطور نمونہ چند مثالیں پیش ہیں۔

......**حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی** رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص اور فدائی بزرگ گزرے ہیں، آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں۔بڑی بیٹی محترمہ حضرت عائشہ بیگم صاحبہؓ کے رشتہ کا وقت آیا تو آپ نے کل اختیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد کیا کہ حضور جہاں پسند فرمائیں رشتہ طے فرمائیں۔حضرت سید صاحبؓ کی بیٹی حضرت نصرت بانو صاحبہ اہلیہ حضرت ڈاکٹر عطر الدین صاحبؓ درویش قادیان اس بارہ میں فرماتی ہیں:

"آپا عائشہ کے نکاح کا پورا اختیار حضرت مسیح موعودؑ کو دیا گیا تھا۔حضورؑ نے والد صاحب کو لکھا کہ کیا لڑکا ذات کا سید ہو؟ والد صاحب نے لکھا کہ جبکہ آپ کی تعلیم یہ ہے کہ ایک سید ہو اور دوسرا کُنجڑا (سبزی فروش) تو میری بیعت کے بعد دونوں اس طرح رہنا جیسے ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔اس لئے مَیں چونکہ آپؑ کی بیعت میں آچکا ہوں اس لئے اگر آپ فرمائیں کہ دوسرا احمدی بھائی بھنگی ہے اور اسے لڑکی دینے کو فرمائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا"۔(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 7 حاشیہ)

حضرت سید صاحبؓ کے اس اخلاص کا یہ نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کے لئے سلسلہ کے نامور بزرگ اور مجاہد اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر رضی اللہ عنہ کو ان کی دامادی میں دیا۔حضرت سید صاحب کا اپنی دیگر بیٹیوں کے متعلق بھی یہی ارادہ تھا کہ احمدیت میں ہی رشتہ دینا ہے خواہ کوئی بھی ہو۔اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کو بے شمار برکتوں سے نوازا اور حضرت قاضی محمد عبداللہ بھٹی صاحب رضی اللہ عنہ (یکے از 313 اصحاب) حضرت محمد یحییٰ خان صاحبؓ اب حضرت حکیم انوار حسین صاحب رضی اللہ عنہ (یکے از 313 اصحاب) شاہ آباد ضلع ہردوئی اور حضرت ڈاکٹر عطر الدین صاحب رضی اللہ عنہ درویش قادیان جیسے عظیم المرتبت بزرگ آپ کے داماد بنے۔

......اس تعلیم کے نتیجہ میں حضور کے ایک اور صحابی **حضرت خواجہ کرم داد صاحبؓ** نے اپنی بیٹی کا رشتہ ایک مخلص اور فدائی صحابی سے کیا۔ایڈیٹر اخبار "الحکم" نے اس کے متعلق لکھا:

"اس سلسلہ میں خواجہ کرم داد صاحب کی اخلاقی جرأت کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑکی کا رشتہ میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش سے کیا ہے۔خواجہ صاحب کے جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ ایک معزز راجپوت خاندان کے ممبر ہیں اور ان کی قوم میں غیر قوم میں لڑکی دینا سخت معیوب اور گناہ سمجھا گیا تھا مگر خواجہ صاحب نے عملی نمونہ قائم کرنے کے لئے اس امر کی کچھ پروا نہیں کی اور نہایت خوشی اور انشراح صدر کے ساتھ میاں رحمت اللہ صاحب کے ساتھ تعلق پیدا کرنا منظور کیا۔خواجہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ **احمدیت سے بڑھ کر اور کون قوم معزز ہوسکتی ہے۔** یہ وہ قوم ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے طیار کی ہے......"۔

(الحکم 24/جون 1905ء صفحہ 12 کالم 1)

اس رشتہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے نہایت بابرکت بنایا اور نیک اولاد سے نوازا۔

......حضرت مولوی غلام محمد صاحبؓ پھیرو چچی ضلع گورداسپور اپنی بیعت کے بعد حضورؑ سے ہونے والی گفتگو کے متعلق فرماتے ہیں:

"مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا

کہ میری لڑکی جوان ہے اور اس کی منگنی اپنی ہمشیرہ کے لڑکے سے کی ہوئی ہے اور وہ غیر احمدی ہے تو اس کے متعلق کیا کروں۔ تو حضورؑ نے فرمایا کہ **ایک پاک وجود کا ٹکڑا غیروں کو دینا اچھا نہیں** کیونکہ وہ میرے مخالف ہیں اور جو نسل بھی اس سے پیدا ہوگی وہ میری مخالف ہوگی۔ اس پر مَیں نے کہا کہ حضور منگنی کو ہوئے تو قریباً 18 سال ہو گئے ہیں تو یہ کس طرح ہوگا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ مَیں نے تو جو کہنا تھا کہہ دیا اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ اسی وقت حضور نے حکم دیا کہ اب تمہاری نماز بھی غیروں کے پیچھے نہیں ہوسکتی۔

اس کے بعد مَیں اپنے گھر آیا اور دوسرے دن اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر اپنے سسرال 11 چک گیا اور نماز علیحدہ پڑھنی شروع کی تو لوگوں نے کہا کہ کیا مرزائی ہوگیا ہے؟ تو اس پر مَیں نے انہیں بتایا کہ مَیں احمدی ہوگیا ہوں۔ اس پر میرے سُسر نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ کچھ عالم لاہور سے یہاں آئے ہیں اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ تیری لڑکی کا نکاح فسخ ہوگیا۔ اس پر سُسر نے اس عالم کو کہا کہ میری لڑکی کا نکاح کیوں فسخ ہوا، تیری لڑکی کا ہو جائے۔ یہ لڑکا تو نیک ہے۔ کئی فرقے مسلمانوں کے ہیں اور سب آنحضرتؐ کو مانتے ہیں۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے کہ کہیں لوگ زیادتی نہ کریں اور میرے سالوں نے میری سخت مخالفت کی۔ مَیں نے یہ سمجھ کر کہ کہیں لڑائی نہ ہو جائے اپنی بیوی کو بتایا کہ مجھے نہ ڈھونڈیں مَیں اپنے گاؤں جا رہا ہوں۔ جب سُسر صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھیج کر مجھے واپس بلا لیا۔ میری بیوی نے کہا کہ تو کیوں چلا گیا تو مَیں نے کہا کہ معلوم نہیں کہ تیرا کیا ارادہ ہے اور فتنہ کے ڈر سے چلا گیا۔ تو اس وقت میری بیوی نے اپنے بھائیوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ اگر احمدیت کا جھگڑا ہے تو مَیں پہلے احمدی اور وہ (خاکسار) بعد میں احمدی ہے۔ جو تم میری امداد کرتے ہو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ ہمیں رزق خدا دیتا ہے۔ مَیں اس کے ساتھ جاؤں گی میرا خدا رازق ہے۔ اور وہ اٹھ کر میرے ساتھ چل دی۔ اس کے باپ نے پکڑ لیا اور کہا کہ جب تک مَیں زندہ ہوں اس وقت تک تو مَیں دوں گا، جب بھائیوں سے معاملہ پڑے گا اس وقت تُو جانے یا وہ۔ پھر انہوں نے غلّہ کے دو گدھے لدوا دئے اور کپڑے وغیرہ دئے اور ہم کو یہاں پہنچایا۔ اس وقت میرے دو لڑکے ابراہیم، جان محمد اور ایک لڑکی برکت بی بی تھی۔

حضرت صاحب نے جس لڑکی کے متعلق دریافت پر کہا تھا کہ غیروں سے نکاح کرنا درست نہیں مَیں نے آتے ہی ایک رات سب بندوبست کر کے اس کا نکاح گاؤں میں میاں سلطان علی صاحب سیکرٹری سے کر دیا۔ (اس کی وجہ سے میری بیوی کو میری ہمشیرہ کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا خیال تھا) مگر حضور کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کام کی رضامندی کا اظہار کر دیا اور اس کے گھر بھیج دیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ غلام محمد بے ایمان ہوگیا اور میرے چند رشتہ داروں نے جو غیر احمدی تھے مجھے سخت ایذائیں دیں اور مارا۔

جب میرے بہنوئی کو میری اس لڑکی کی شادی کا علم ہوا تو انہوں نے مجھ پر چھ سو روپے کا دعویٰ کیا اور مجھے سمن آئے کہ کیوں تم نے لڑکی ان سے چھین کر دوسری جگہ شادی کی ہے۔ اس لئے چھ سو روپے کا ہرجانہ ادا کرو یا جواب دعویٰ دو۔ سمن وصول کرنے کے بعد مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات بیان کر کے کہا کہ حضور میرے لئے دعا کریں تو حضور نے فرمایا کہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں آپ جائیں ہم دعا کریں گے اور تمہارا مقدمہ خارج ہو جائے گا۔ سو مَیں بٹالہ گیا اور جواب دعویٰ لکھوایا اور وکیل بھی کیا۔ جب جج نے جواب دعویٰ پڑھا اور وکیل ابھی حاضر بھی نہ ہوا تھا تو جج نے مقدمہ خارج کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمودہ پورا ہوتا دیکھ کر ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا"۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 83-85)

اس سلسلہ میں وہ صحابہ جو قبول احمدیت سے پہلے ہی اولاد کے رشتے کر چکے تھے اور شادیاں ہو چکی تھیں ان کی بھی شدید خواہش ہوئی کہ اب وہ لڑکے ہی احمدی ہو جائیں۔

حضرت چوہدری فیروز خان صاحبؓ آف راہوں نے بیعت کے بعد حضور علیہ السلام سے عرض کی: "اپنی لڑکی کے رشتے غیر احمدیوں میں پہلے کر چکا ہوں۔ اب حالات ایسے ہیں کہ ان کو بدل نہیں سکتا حضور دعا فرمائیں کہ وہ لڑکے احمدی ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا اچھا دعا کریں گے۔ (ان میں سے ایک لڑکا احمدی ہو کر فوت ہو چکا ہے)۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 13)

۞...... **حضرت بیگم بی بی صاحبہ** والدہ شیخ محمد عمر صاحب انور (وفات 27 اگست 1966ء۔ ربوہ) کے ایمان اور استقامت کے متعلق لکھا ہے:

"یہ تین لڑکوں اور دو لڑکیوں کی والدہ تھیں۔ خاوند کا سایہ 1927ء میں سر سے اٹھ گیا تھا۔ تمام بچے نابالغ تھے۔ ایسی بے بسی کے عالم میں بچوں کا پھوپھا اور دیگر غیر احمدی رشتہ دار افسوس کے لئے آئے اور کہا: بی بی! آپ کے بچے نابالغ ہیں ان کا پرسان حال اب کوئی نہیں آپ اگر احمدیت کو چھوڑ دیں تو آپ کے بچوں کا مستقبل روشن ہو جائے گا۔ ہم آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں اپنے گھرانوں میں کر لیں گے۔ یہ بچے ہماری نسل سے ہیں ہم ان کو اچھے کاروباری بنا دیں گے۔ مگر مرحومہ مغفورہ نے انہیں یہ کہہ کر لاجواب کر دیا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے، میرے بچوں کا خود نگران ہوگا۔ آپ کو احمدیت کی برکات کا علم نہیں ورنہ آپ یہ بات نہ کہتے کہ میرے لڑکے احمدیت کی وجہ سے شادی سے محروم رہیں گے۔ انشاء اللہ احمدیت کی برکت سے میرے بچے کم سے کم آپ کے خاندانوں سے اچھے نکلیں گے۔ مَیں آپ کی امداد کی نہ محتاج ہوں اور نہ ہی آپ کی کوئی امداد قبول کروں گی۔ بالآخر اس پاک خاتون کی شب و روز کی دعاؤں کا ثمرہ یہ نکلا کہ اس کے پانچوں بچوں کی اولاد ...... ہے اور یہ سارا خاندان سلسلہ احمدیہ کا سچا خادم ہے۔ ...... دینی اور دنیاوی میدان میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں سے ہر جہت سے ممتاز ہے ......"۔

(روزنامہ الفضل 22 اکتوبر 1966ء صفحہ 5)

پس یہ وہ نمونے ہیں جو قرآنی تعلیم، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے دکھائے ہیں اور آج کا بگڑا ہوا معاشرہ ہمیں یہ احساس دلا رہا ہے کہ ہم احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے احمدیت میں ہی کریں تا آئندہ نسلیں اس بگاڑ سے محفوظ رہیں اور جماعتی تعلیم و تربیت کے ماحول میں نشوونما پائیں۔ اس میں ہماری نسلوں کی بقا اور احمدیت کی ترقی ہے۔

اس معاملہ میں ضروری ہے کہ قومیت وغیرہ کے غیر اسلامی معیار سے چھٹکارا حاصل کیا جائے کیونکہ اس قسم کے معیار کے مطابق رشتہ ڈھونڈنے میں لوگ خود اپنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کی اولادیں پھر ہاتھوں سے نکل جاتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ان غیر ضروری رسوم و رواج کے نقصانات سے متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک بہت بڑا آدمی تھا اس کی لڑکی کے ناطہ کے لئے بیسیوں پیغام ہوئے وہ سب کی حقارت کر دیتا تھا۔ کسی کو رشتہ نہ دیا۔ آخر دونوں بہن بھائی جب تنگ آ گئے تو انہوں نے عیسائی ہونے کی تجویز کی۔ لڑکی کے بپتسمہ کے موقع پر ایک نہایت ادنیٰ قوم کے چمار نے بھی بپتسمہ پایا۔ پادری نے اسی وقت گرجا میں دونوں کی دینی اخوۃ بنا کر نکاح کر دیا اور اس سے اس شخص کی ساری عزت برباد ہوگئی۔ دیکھو رسوم کی پابندی کے بہت بُرے نتائج ہیں"۔

(اخبار "بدر"۔ 6 اپریل 1911ء صفحہ 8 کالم 1)

۞...... حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ایک مرتبہ سوال ہوا کہ ایک احمدی لڑکی ہے جس کے والدین غیر احمدی ہیں۔ والدین اس کی ایک غیر احمدی کے ساتھ شادی کرنا چاہتے تھے اور لڑکی ایک احمدی کے ساتھ کرنا چاہتی تھی۔ والدین نے اصرار کیا۔ عمر اس کی اس اختلاف میں بائیس سال تک پہنچ گئی۔ لڑکی نے تنگ آ کر والدین کی اجازت کے بغیر ایک احمدی سے نکاح کر لیا۔ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟۔

حضور نے فرمایا "نکاح جائز ہو گیا"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 325)

یہ تو شریعت نے لڑکی کو حق دیا ہے کہ وہ اپنے رشتے میں اپنی مرضی کا اظہار کر سکتی ہے اور ہر احمدی لڑکی کو یہ حق حاصل ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ احمدی لڑکی جہاں شادی کے لئے اپنی مرضی کا اظہار کر رہی ہے وہ لڑکا احمدی ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو رشتہ ناطہ کے متعلق نصائح کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 دسمبر 2004ء میں فرمایا:

"...... یہ جماعت احمدیہ میں بہرحال دیکھا جائے گا کہ لڑکی جہاں رشتہ کر رہی ہے یا جہاں رشتے کی خواہش رکھتی ہے وہ لڑکا بہرحال احمدی ہو کیونکہ ان تمام باتوں کا مقصد پاک معاشرے کا قیام ہے، نیکیوں کو قائم کرنا ہے اور نیک اولاد کا حصول ہے۔ اگر احمدی لڑکے احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر اور احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں کو چھوڑ کر دوسروں سے شادی کریں گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا، نئی نسل کے دین سے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے دین کا کفو دیکھنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح دنیا کا۔ ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کو بعضوں کو بڑا رجحان ہوتا ہے غیروں میں رشتے کرنے کا۔ اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ خاص طور پر آزاد معاشرے میں۔ نظام کی بھی فکر اس لئے بڑھ گئی ہے کہ ایسے معاملات اب کافی زیادہ ہونے لگ گئے ہیں کہ اپنی مرضی سے غیروں میں، دوسرے مذاہب میں رشتے کرنے لگ جاتے ہیں ......۔

اس زمانہ میں بڑی فکر کے ساتھ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کوشش فرمائی ہے اور خاص طور پر یہ کوشش اور توجہ فرمائی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتے جماعت میں ہی ہوں تا کہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں ......"۔

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 931-937)

❁❁❁❁❁❁❁❁

یوگنڈا کے مساکا زون میں چاجوبیرا (Kyajubira) میں مسجد "بیت البشیر" کے افتتاح کی پُروقار تقریب

(رپورٹ: افضال احمد۔ مبلغ سلسلہ مساکا، یوگنڈا)

مورخہ یکم ستمبر 2006ء بروز جمعۃ المبارک چاچوبیرا کے مقام پر مسجد کے افتتاح کی تقریب عمل میں آئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا نام "بیت البشیر" عطا فرمایا ہے۔

صبح ساڑھے نو بجے مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا مساکا پہنچے اور ہم اکٹھے چاچوبیرا کے لئے روانہ ہوئے۔ چاچوبیرا میں مقامی جماعت اور زون بھر کی گیارہ جماعتوں سے آئے ہوئے افراد جماعت اور لوکل لیڈرز نے مکرم امیر صاحب کا استقبال کیا۔ علاقہ کے چیئرمین بھی موقعہ پر موجود تھے۔

پروگرام کے مطابق مکرم امیر صاحب نے 12:45 بجے مسجد کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب نے مساکا زون کی گیارہ جماعتوں کے صدران کے ساتھ میٹنگ کی جس میں تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور ہدایات دیں۔

اس کے بعد تمام احباب و خواتین کو کھانا پیش کیا گیا اور یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اسی روز شام کے وقت ریڈیو BUDD4 نے رات آٹھ بجے اور دس بجے کی خبروں میں اس تقریب کی تفصیلی خبر نشر کی۔ اس ریڈیو کی نشریات یوگنڈا کے علاوہ تنزانیہ کے سرحدی علاقوں میں بھی سنی جاتی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عقل ایسی چیز ہے کہ اگر اسے چھوڑ دو تو دین اور دنیا دونوں کے کاموں میں فتور پیدا ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 83)

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

آج کل عائلی جھگڑوں کی شکایات پھر بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔

ہر احمدی اپنا اور اپنے گھر کا جائزہ لے۔ اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آرہے تو ہم نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو رستہ کیا دکھانا ہے۔

خلافت کے فرائض میں سے انصاف کرنا اور انصاف کو قائم کرنا ایک بہت بڑا فرض ہے اس لئے جماعتی عہدیدار بھی اس ذمہ داری کو سمجھیں۔ انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ان کا اولین فرض ہے۔

اگر کسی واقف نو کے والدین کا اخراج از نظام جماعت ہو تو اس کا بھی وقف ختم ہو جاتا ہے۔ امیر جماعت اور سیکرٹریان وقف نو کا کام ہے کہ اس چیز کا خیال رکھیں۔ معافی کی صورت میں ہر بچے کا انفرادی معاملہ علیحدہ خلیفۂ وقت کے سامنے پیش ہوگا۔

عائلی جھگڑوں کی مختلف وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے تقویٰ کو اختیار کرنے اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ 10 / نومبر 2006ء بمطابق 10 / نبوت 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: 2)

آجکل پھر عائلی جھگڑوں کی شکایات بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔ میاں بیوی کے جو معاملات ہیں، آپس کے جھگڑے ہیں ان میں بعض دفعہ ایسے ایسے بیہودہ اور گھناؤنے معاملات سامنے آتے ہیں جن میں ایک دوسرے پر الزام تراشیاں بھی ہوتی ہیں یا مردوں کی طرف سے یا سسرال کی طرف سے ایسے ظالمانہ رویے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا حکم ذَكِّــــرْ سامنے نہ ہو کہ نصیحت کرتے رہو، نصیحت یقیناً فائدہ دیتی ہے تو انسان مایوس ہو کر بیٹھ جائے کہ ان بگڑے ہوؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، یہ سب حدیں پھلانگ چکے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح و مہدی کی غلامی اور نمائندگی میں نصیحت کرنے کے فرمان الٰہی کے مطابق نصیحت کرتے چلے جانے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے یقیناً ان میں شرافت کا کوئی بیج تھا جس سے یہ نیکی کا شگوفہ پھوٹا ہے کہ احمدیت قبول کر لی اور اس پر قائم ہیں۔ پس اللہ کے حکم کے مطابق اور جو کام ذمہ لگایا گیا ہے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ نصیحت کرو یقیناً اللہ برکت ڈالے گا، میں اللہ تعالیٰ کے اس برکت ڈالنے کے سلوک کی امید کرتے ہوئے آج پھر اس بارے میں کچھ سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے الفاظ میں اثر پیدا کر دے کہ اجڑتے ہوئے گھر جنت کا گہوارہ بن جائیں۔ گو کہ مَیں گزشتہ خطبات میں بھی اشارۃً اس طرف توجہ دلاتا رہا ہوں لیکن آج ذرا کچھ وضاحت سے یہ فرض ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا آجکل بذریعہ خطوط یا بعض ملنے والوں سے سن کر طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ ہمارے مقاصد کتنے عظیم ہیں اور ہم ذاتی اناؤں کو مسائل کا پہاڑ سمجھ کر کن چھوٹے چھوٹے لغو مسائل میں الجھ کر اپنے گھر کی چھوٹی سی جنت کو جہنم بنا کر جماعتی ترقی میں مثبت کردار ادا کرنے کی بجائے منفی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان مسائل کو کھڑا کرنے میں جو بھی فریق اپنی اَناؤں کے جال میں اپنے آپ کو بھی اور دوسرے فریق کو بھی اور نظام جماعت کو بھی اور پھر آخر کار بعض اوقات مجھے بھی الجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عقل دے اور وہ اس مقصد کو سمجھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کو دوبارہ قائم کروں۔“

پھر آپؑ فرماتے ہیں ”خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رو سے اس کو یقین آجائے کہ خدا ہے“۔

پس یہ بڑا مقصد ہے جس کے پورا کرنے کی ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور اس کو جستجو رہنی چاہئے۔ اور کوئی احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کی مدد نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنی اَناؤں سے چھٹکارا حاصل نہیں کرتا ان پاک ہدایتوں پر عمل نہیں کرتا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہیں۔ اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آرہے تو ہم نے گم گشتہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ کیا دکھانا ہے؟ ہم تو خود ان گم گشتہ لوگوں میں شامل ہیں، ہم تو خود اپنی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے، اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم قرآنی تعلیم سے ہٹے ہوئے تو نہیں ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے لاشعوری طور پر دور تو نہیں چلے گئے؟ اپنی اَناؤں کے جال میں تو نہیں پھنسے ہوئے؟ اس بات کا جائزہ لڑکے کو بھی لینا ہوگا اور لڑکی کو بھی لینا ہوگا، مرد کو بھی لینا ہوگا، عورت کو بھی لینا ہوگا، دونوں کے سسرال والوں کو بھی لینا ہوگا کیونکہ شکایت کبھی لڑکے کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکی کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکے والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، کبھی لڑکی والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں لیکن اکثر زیادتی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہاں میں نے گزشتہ دنوں امیر صاحب کو کہا کہ جو اتنے زیادہ معاملات آپس کی ناچاقیوں کے آنے لگ گئے ہیں اس بارے میں جائزہ لیں کہ لڑکے کس حد تک قصوروار ہیں،

لڑکیاں کس حد تک قصوروار ہیں اور دونوں طرف کے والدین کس حد تک مسائل کو الجھانے کے ذمہ دار ہیں۔ تو جائزے کے مطابق اگر ایک معاملے میں لڑکی کا قصور ہے تو تقریباً تین معاملات میں لڑکا قصوروار ہے، یعنی زیادہ مسائل لڑکوں کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں اور تقریباً 30-40 فیصد معاملات کو دونوں طرف کے سسرال بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔ اس میں بھی لڑکی کے ماں باپ کم ذمہ دار ہوتے ہیں اور لڑکے کے ماں باپ اپنی ملکیت کا حق جتانے کی وجہ سے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جس سے پھر لڑکیاں ناراض ہو کر گھر چلی جاتی ہیں۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے، لڑکے کا کام ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے لیکن بیویوں کو بھی ان کا حق دے۔ جب ایسی صورت ہوگی تو پھر بیویاں عموماً خاوند کے ماں باپ کی بہت خدمت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسی بھی بہت ساری مثالیں ہیں کہ ساس سسر کو اپنے بچوں سے زیادہ اپنی بہوؤں پر اعتماد ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ خدانخواستہ جماعت میں نیکی اور اخلاق رہے ہی نہیں، بالکل ختم ہی ہو گئے ہیں، اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیکی پر قائم ہے۔ مگر جو مثالیں سامنے آتی ہیں وہ پریشان کرتی ہیں کہ یہ اتنی بھی کیوں ہیں؟ جو جائزہ میں نے یہاں لیا ہے اگر کینیڈا میں، امریکہ میں یا یورپ کی جماعتوں میں لیا جائے تو وہاں بھی عموماً یہی تصویر سامنے آئے گی۔ پس شعبہ تربیت کو ہر جگہ، ہر لیول (Level) پر جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں فعال ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات کو قائم رکھنے اور محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لئے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے ایسے لوگوں پر حیرت اور افسوس ہوتا ہے جو پھر بھی اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس کر دو گھروں، دو خاندانوں اور اکثر اوقات پھر نسلوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ اسلامی نکاح کی یا اس بندھن کے اعلان کی یہ حکمت ہے کہ مرد و عورت جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میاں اور بیوی کے رشتے میں پروئے جا رہے ہوتے ہیں، نکاح کے وقت یہ عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان ارشادات الٰہی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے سامنے پڑھے گئے ہیں۔ ان آیات قرآنی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے نکاح کے وقت اس لئے تلاوت کی گئیں تا کہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ اور ان میں سے سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو، تقویٰ اختیار کرو۔ تو نکاح کے وقت اس نصیحت کے تحت ایجاب و قبول کر رہے ہوتے ہیں، نکاح کی منظوری دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان پر عمل کریں گے۔ کیونکہ اگر حقیقت میں تمہارے اندر تمہارے اس رب کا، اس پیارے رب کا پیار اور خوف رہے گا جس نے پیدائش کے وقت سے لے کر بلکہ اس سے بھی پہلے تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھا ہے، تمام ضرورتوں کو پورا کیا ہے تو تم ہمیشہ وہ کام کرو گے جو اس کی رضا کے کام ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر ان انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔ میاں بیوی جب ایک عہد کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا عہد کیا تو پھر یہ دونوں کا فرض بنتا ہے کہ ان رشتوں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے پھر ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھیں۔ یاد رکھیں کہ جب خود ایک دوسرے کا خیال رکھ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوں گے، عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھ رہے ہوں گے، ان کی عزت کر رہے ہوں گے، ان کو عزت دے رہے ہوں گے تو رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کے حملے ہمیشہ ناکام رہیں گے کیونکہ باہر سے ماحول کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ کی بنیاد کیونکہ تقویٰ پر ہوگی اور تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جب تقویٰ پر چلتے ہوئے میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہوگا تو پھر بھڑکانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو یا اس کا بہت زیادہ اثر ہی کیوں نہ ہو اس کو پھر یہی جواب ملے گا کہ میں اپنی بیوی کو یا بیوی کہے گی میں اپنے خاوند کو جانتا ہوں یا جانتی ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ابھی معاملہ صاف کر لیتے ہیں۔ اور ایسا شخص جو کسی بھی فریق کو دوسرے فریق کے متعلق بات پہنچانے والا ہے اگر وہ سچا ہے تو یہ کبھی نہیں کہے گا کہ اپنے خاوند سے یا بیوی سے میرا نام لے کر نہ پوچھنا، میں نے یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ تم پوچھنے لگ جاؤ۔ بات کر کے پھر اس کو آگے نہ کرنے کا کہنے والا جو بھی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ رشتے میں دراڑیں ڈالنے والا ہے، اس میں فاصلے پیدا کرنے والا ہے اور جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اگر کسی کو ہمدردی ہے اور اصلاح مطلوب ہے، اصلاح چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ ایسی بات کرے گا جس سے میاں بیوی کا رشتہ مضبوط ہو۔

پس مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبت سے اس بات کو صاف کریں تا کہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے۔ اگر دلوں میں جمع کرتے جائیں گے تو پھر سوائے نفرتوں کے اور دوریاں پیدا ہونے کے اور گھروں کے ٹوٹنے کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ پہلے بھی میں ذکر کر آیا ہوں کہ کیونکہ تقویٰ پر نہیں چل رہے ہوتے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہیں ہوتا اس لئے بعض دفعہ دوسروں کی باتوں میں آ کر یا ماحول کے اثر کی وجہ سے اپنی بیوی پر بڑے گھناؤنے الزام لگاتے ہیں یا دوسری شادی کے شوق میں، جو بعض اوقات بعضوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے بڑے آرام سے پہلی بیوی پر الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو شادی کا شوق ہے، اگر جائز ضرورت ہے اور شادی کرنی ہے تو کریں لیکن بیچاری پہلی بیوی کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر صرف جان چھڑانے کے لئے کر رہے ہو کہ اس طرح کی باتیں کروں گا تو خود ہی خلع لے لے گی اور میں حق مہر کی ادائیگی سے (اگر نہیں دیا ہوا) تو بچ جاؤں گا تو یہ بھی انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ اول تو قضاء کو حق حاصل ہے کہ ایسی صورت میں فیصلہ کرے کہ چاہے خلع ہے حق مہر بھی ادا کرو۔ دوسرے یہاں کے قانون کے تحت، قانونی طور پر بھی پابند ہیں کہ بعض خرچ بھی ادا کرنے ہیں۔

اب میں بعض عمومی باتیں بتاتا ہوں۔ اگر علیحدگی ہوتی ہے تو بعض لوگ یہاں قانون کا سہارا لیتے ہوئے بیوی کے پیسے سے لئے ہوئے مکان کا نصف، اپنے نام کرا لیتے ہیں۔ قانون کی نظر میں تو شاید وہ حقدار ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر تم نے بیوی کو ڈھیروں مال بھی دیا ہے تو واپس نہ لو، کجا یہ کہ بیوی کے مال پر بھی ڈاکے ڈالنے لگ جاؤ، اس کی چیزیں بھی قبضے میں کر لو۔

پھر بعض دفعہ بہانہ جُو مردوں کی طرف سے ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ یہ نافرمان ہے، بات نہیں مانتی، میرے ماں باپ کی نہ صرف عزت نہیں کرتی بلکہ ان کی بے عزتی بھی کرتی ہے، میرے بہن بھائیوں سے لڑائی کرتی ہے، بچوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتی ہے، یا گھر سے باہر محلے میں اپنی سہیلیوں میں ہمارے گھر کی باتیں کر کے ہمیں بدنام کر دیا ہے۔ تو اس بارے میں بڑے واضح احکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا (النسآء: 35) اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو ان کو پہلے تو نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو پھر اگر ضرورت ہو تو انہیں بدنی سزا دو۔ یعنی پہلی بات یہ ہے کہ سمجھاؤ، اگر نہ سمجھے اور انتہا ہو گئی ہے اور ارد گرد بدنامی بہت زیادہ ہو رہی ہے تو پھر سختی کی اجازت ہے لیکن اس بات کو بہانہ بنا کر ذرا ذرا سی بات پر بیوی پر ظلم کرتے ہوئے اس طرح مارنے کی اجازت نہیں کہ اس حد تک مارو کہ زخمی بھی کر دو، یہ انتہائی ظالمانہ حرکت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے، آپؐ نے فرمایا کہ اگر کبھی مارنے کی بھی ضرورت پیش بھی آ جائے تو مار اس حد تک ہو کہ جسم پر نشان نظر نہ آئے۔ یہ بہانہ کہ تم میرے سامنے اونچی آواز میں بولی تھی، میرے لئے روٹی اس طرح کیوں پکائی تھی، میرے ماں باپ کے سامنے فلاں بات کیوں کی، کیوں اس طرح بولی، عجیب چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں، ان باتوں پر تو مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ پس اللہ کے حکموں کو اپنی خواہشوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کریں اور خدا کا خوف کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری بیوی نے ایک انتہائی قدم جو اٹھایا اور اس پر تمہیں اس کو سزا دینے کی ضرورت پڑی تو یاد رکھو کہ اب اپنے دل میں کینے نہ پالو۔ جب وہ تمہاری پوری فرمانبردار ہو جائے، اطاعت کر لے تو پھر اس پر زیادتی نہ کرو۔ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا (النسآء: 35) پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر تمہیں ان پر زیادہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ یقیناً اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ یاد رکھو اگر تم اپنے آپ کو عورت سے زیادہ مضبوط اور طاقتور سمجھ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سے بہت بڑا، مضبوط اور طاقتور ہے۔ عورت کی تو پھر تمہارے سامنے کچھ حیثیت ہے بلکہ برابری کی ہی حیثیت ہے لیکن تمہاری تو خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لئے اللہ کا خوف کرو اور اپنے آپ کو ان حرکتوں سے باز کرو۔

پھر یہ معاملات بھی اب سامنے آنے لگے ہیں کہ شادی ہوئی تو ساتھ ہی نفرتیں شروع ہو گئیں بلکہ شادی کے وقت سے ہی نفرت ہو گئی۔ شادی کی کیوں تھی؟ اور بدقسمتی سے یہاں ان ملکوں میں یہ تعداد بہت زیادہ بڑھ رہی ہے، شاید احمدیوں کو بھی دوسروں کا رنگ چڑھ رہا ہے حالانکہ احمدیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے خالص اپنے دین کا رنگ چڑھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ پس ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اگر مرضی کی شادی نہیں ہوئی تب بھی پہلے اکٹھے رہو، ایک دوسرے کو سمجھو، اس نصیحت پر غور کرو جس کے تحت تم نے اپنے نکاح کا عہد و پیمان کیا ہے کہ تقویٰ پر چلنا ہے، پھر سب کچھ کر گزرنے کے بعد بھی اگر نفرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے تو کوئی انتہائی قدم اٹھاؤ اور اس کے لئے بھی پہلے یہ حکم ہے کہ آپس میں حَکَمَین مقرر کرو، رشتہ دار ڈالو، سوچو، غور کرو۔ دونوں طرف کے فریقوں کو مختلف قسم کے احکام ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے، گو بہت کم ہے لیکن بعض لڑکیوں کی طرف سے بھی پہلے دن سے ہی یہ مطالبہ آجاتا ہے کہ ہماری شادی تو ہوگئی لیکن ہم نے اس کے ساتھ نہیں رہنا۔ جب تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ لڑکے یا لڑکی نے ماں باپ کے دباؤ میں آ کر شادی تو کر لی تھی ورنہ وہ کہیں اور شادی کرنا چاہتے تھے۔ تو ماں باپ کو بھی سوچنا چاہئے اور دو زندگیوں کو اس طرح برباد نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن لڑکوں کی ایک خاص تعداد ہے جو پاکستان، ہندوستان وغیرہ سے شادی ہو کر ان ملکوں میں آتے ہیں اور یہاں آ کر جب کاغذات پکے ہو جاتے ہیں تو لڑکی سے نباہ نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنے شروع کر دیتے ہیں، اس پر ظلم اور زیادتیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء: 20) کہ ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو، اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

پس جب شادی ہوگئی تو اب شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں، نیک سلوک کریں، ایک دوسرے کو سمجھیں، اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ کی بات مانتے ہوئے ایک دوسرے سے حسن سلوک کرو گے تو بظاہر ناپسندیدگی، پسند میں بدل سکتی ہے اور تم اس رشتے سے زیادہ بھلائی اور خیر پا سکتے ہو کیونکہ تمہیں غیب کا علم نہیں اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھتا ہے اور سب قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ تمہارے لئے اس میں بھلائی اور خیر پیدا کر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک لڑکے کے بارے میں پتہ چلا کہ اس کا اپنی بیوی سے نیک سلوک نہیں ہے، بلکہ بڑی بداخلاقی سے پیش آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ مجھے راستے میں مل گیا، میں نے اس کو اس آیت کی روشنی میں سمجھایا۔ وہ وہاں سے سیدھا اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ تم جانتی ہو کہ مَیں نے تمہارے سے بڑا دشمنوں والا سلوک کیا ہے لیکن آج حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں، مَیں اب تم سے حسن سلوک کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے اس کو انعامات سے نوازا اور اس کے ہاں چار بڑے خوبصورت بیٹے پیدا ہوئے اور بڑی خوشی رہنے لگے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے حکم کے مطابق عمل کرو تو اللہ تعالیٰ یہ انعامات دیتا ہے۔

پس جو لڑکے پاکستان وغیرہ ملکوں سے یہاں آ کر پھر چند روز بعد اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں ہے یا بعض لڑکے پاکستان سے اپنے ماں باپ کے کہنے پر یہاں لڑکیاں لے آتے ہیں اور بعد میں جب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں آئی ہم نے ماں باپ کے کہنے پر مجبوری سے یہ شادی کر لی تھی تو وہ ذرا اپنے جائزے لیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ لڑکے جن کی وجہ سے مسائل کھڑے ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں، ایک تو یہاں کے رہنے والے، شادی کر کے لائے اور یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ عرصہ دیکھیں گے، طبیعت ملتی ہے کہ نہیں ملتی، کیونکہ یہاں کے ماحول میں یہی سوچ ہوگئی ہے کہ پہلے دیکھو طبیعت ملتی ہے کہ نہیں اور اگر طبیعت نہیں ملتی تو ٹھوکر مار کے گھر سے نکال دو اور یہ لوگ پھر فوری طور پر یہاں اپنی شادیاں اور نکاح رجسٹر بھی نہیں کراتے کہ لڑکی کو کوئی قانونی تحفظات حاصل نہ ہو جائیں اور یہاں رہ کر ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کر سکے۔ اور ایسے معاملات میں والدین بھی برابر کے قصوروار ہوتے ہیں۔ بہرحال پھر جماعت ایسی بچیوں کو سنبھالنے کی کوشش کرتی ہے لیکن ان کے یہ عمل ظاہر کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ کسی طرح بھی جماعت میں رہنے کے حقدار نہیں ہیں۔

دوسری قسم کے لڑکے وہ ہیں جو باہر سے آ کر یہاں کی لڑکیوں سے شادیاں کرتے ہیں اور فوری طور پر نکاح رجسٹر کروانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب نکاح رجسٹر ہو جائے اور ان کو ویزا وغیرہ مل جائے تو پھر ان کو لڑکیوں میں برائیاں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر علیحدگی اور اپنی مرضی کی شادی۔ تو یہ دونوں قسم کے لوگ تقویٰ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں، جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں اور تقویٰ پر قائم ہوں، تقویٰ پر قدم ماریں، تقویٰ پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے ظلم کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان پر بھی ایک بالا ہستی ہے جو بہت طاقتور ہے۔

پھر ایک بیماری جس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں، گھروں میں ہر وقت لڑائیاں اور بے سکونی کی کیفیت رہتی ہے وہ شادی کے بعد بھی لڑکوں کا توفیق ہوتے ہوئے اور کسی جائز وجہ کے بغیر بھی ماں باپ، بہن بھائیوں کے ساتھ اسی گھر میں رہنا ہے۔ اگر ماں باپ بوڑھے ہیں، کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، خود چل پھر کر کام نہیں کر سکتے اور کوئی مددگار نہیں تو پھر اس بچے کے لئے ضروری ہے اور فرض بھی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ رکھے اور ان کی خدمت کرے۔ لیکن اگر بہن بھائی بھی ہیں جو ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر گھر علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آجکل اس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اکٹھے رہ کر اگر مزید گناہوں میں پڑنا ہے تو یہ کوئی خدمت یا نیکی نہیں ہے۔

گزشتہ دنوں جماعت کے اندر ہی کسی ملک میں ایک واقعہ ہوا، بڑا ہی دردناک واقعہ ہے کہ اسی طرح سارے، بہن بھائی ایک گھر میں اکٹھے رہ رہے تھے کہ جائنٹ فیملی (Joint Family) ہے۔ ہر ایک نے دو دو کمرے لئے ہوئے تھے۔ بچوں کی وجہ سے ایک دیورانی اور جٹھانی کی آپس میں ان بن ہوگئی۔ شام کو جب ایک کا خاوند گھر میں آیا تو اس نے اس کے کان بھرے کہ بچوں کی لڑائی کے معاملے میں تمہارے بھائی نے اور اس کی بیوی نے اس طرح باتیں کی تھیں۔ اس نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ بندوق اٹھائی اور اپنے تین بھائیوں کو مار دیا اور اس کے بعد خود بھی خودکشی کر لی۔ تو صرف اس وجہ سے ایک گھر سے چار جنازے ایک وقت میں اٹھ گئے۔

تو یہ چیز کہ ہم پیار محبت کی وجہ سے اکٹھے رہ رہے ہیں، اس پیار محبت سے اگر نفرتیں بڑھ رہی ہیں تو یہ کوئی حکم نہیں ہے، اس سے بہتر ہے کہ علیحدہ رہا جائے۔ تو ہر معاملہ میں جذباتی فیصلوں کی بجائے ہمیشہ عقل سے فیصلے کرنے چاہئیں۔

اس آیت کی تشریح میں کہ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ (النور: 62) کہ اندھے پر کوئی حرج نہیں، لولے لنگڑے پر کوئی حرج نہیں، مریض پر کوئی حرج نہیں اور نہ تم لوگوں پر کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھانا کھاؤ، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھروں میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اگر قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ فرماتے ہیں دیکھو (یہ جو کھانا کھانے والی آیت ہے) اس میں ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں، ماں کا گھر الگ اور شادی شدہ لڑکے کا گھر الگ، تبھی تو ایک دوسرے کے گھروں میں جاؤ گے اور کھانا کھاؤ گے۔ تو دیکھیں یہ جو لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہم ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے تو پتہ نہیں کتنے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو جائیں گے اور بعض ماں باپ بھی اپنے بچوں کو اس طرح خوف دلاتے رہتے ہیں بلکہ بلیک میل کر رہے ہوتے ہیں کہ جیسے گھر علیحدہ کرتے ہی ان پر جہنم واجب ہو جائے گی۔ تو یہ انتہائی غلط رویہ ہے۔

مَیں نے کئی دفعہ بعض بچیوں سے پوچھا ہے، ساس سسر کے سامنے تو یہی کہتی ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے رہ رہے ہیں بلکہ ان کے بچے بھی یہی کہتے ہیں لیکن علیحدگی میں پوچھو تو دونوں کا یہی جواب ہوتا ہے کہ مجبوریوں کی وجہ سے رہ رہے ہیں۔ اور آخر پر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بہو ساس پر ظلم کر رہی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ساس بہو پر ظلم کر رہی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تو محبتیں پھیلانے آئے تھے۔ پس احمدی ہو کر ان محبتوں کو فروغ دیں اور اس کے لئے کوشش کریں نہ کہ نفرتیں پھیلائیں۔ اکثر گھروں والے تو بڑی محبت سے رہتے ہیں لیکن جو نہیں رہ سکتے وہ جذباتی فیصلے نہ کریں بلکہ اگر توفیق ہے اور سہولتیں بھی ہیں، کوئی مجبوری نہیں ہے تو پھر بہتر یہی ہے کہ علیحدہ رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ بہت عمدہ نکتہ ہے کہ اگر ساتھ رہنا اتنا ہی ضروری ہے تو پھر قرآن کریم میں ماں باپ کے گھر کا علیحدہ ذکر کیوں ہے؟ ان کی خدمت کرنے کا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کا، ان کی کسی بات کو برا نہ منانے کا، ان کے سامنے اُف تک نہ کہنے کا حکم ہے، اس کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ بیوی کو خاوند کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے اور خاوند کو بیوی کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے۔ یہ بھی نکاح کے وقت ہی بنیادی حکم ہے۔

پس اصل چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے اور ظلم جس طرف سے بھی ہو رہا ہو ختم کرنا ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا کہ بعض مرد اس قدر ظالم ہوتے ہیں کہ بڑے گندے الزام لگا کر عورتوں کی بدنامی کر رہے ہوتے ہیں، بعض دفعہ عورتیں یہ حرکتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن مردوں کے پاس کیونکہ وسائل زیادہ ہیں، طاقت زیادہ ہے، باہر پھرنا زیادہ ہے اس لئے وہ اس سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اپنے زعم میں جو بھی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں اپنے لئے آگ کا انتظام کر رہے ہوتے ہیں۔ پس خوف خدا کریں اور ان باتوں کو چھوڑیں۔

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

بعض تو ظلموں میں اس حد تک چلے گئے ہیں کہ بچوں کو لے کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے اور پھر بھی احمدی کہلاتے ہیں۔ ماں بیچاری چیخ رہی ہے چلّا رہی ہے۔ ماں پر غلط الزام لگا کر اس کو بچوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ فائدہ اٹھانے کے لئے غلط الزام نہ لگاؤ۔ اور پھر اس مرد کے، ایسے باپ کے سب رشتہ دار اس کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے مرد اور ساتھ دینے والے ایسے جتنے رشتہ دار ہیں ان کے متعلق تو جماعتی نظام کو چاہئے کہ فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے ان کے خلاف تعزیری کارروائی کی سفارش کرے۔ یہ دیکھیں کہ قرآنی تعلیم کیا ہے اور ایسے لوگوں کے کرتوت کیا ہیں۔؟ افسوس اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بعض عہدیدار بھی ایسے مردوں کی مدد کر رہے ہوتے ہیں اور کہیں سے بھی تقویٰ سے کام نہیں لیا جا رہا ہوتا۔ تو یہ الزام تراشیاں اور بچوں کے بیان اور بچوں کے سامنے ماں کے متعلق باتیں، جو انتہائی نامناسب ہوتی ہیں، بچوں کے اخلاق بھی تباہ کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسے مرد اپنی اَناؤں کی خاطر بچوں کو آگ میں دھکیل رہے ہوتے ہیں اور بعض مردوں کی دینی غیرت بھی اس طرح مر جاتی ہے کہ ان غلط حرکتوں کی وجہ سے اگر ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور اخراج از نظام جماعت ہو گیا تو تب بھی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی، اپنی اَنا کی خاطر دین چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

وقف نو کے حوالے سے یہاں ضمناً مَیں یہ بھی ذکر کر دوں کہ اگر ان کا بچہ واقف نو ہو تو والدین کے اخراج کی صورت میں اس کا بھی وقف ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں ایسی صورت میں جہاں جہاں بھی ایسا ہے خود جائزہ لیا کریں۔ پاکستان میں تو وکالت وقف نو اس بات کا ریکارڈ رکھتی ہے لیکن باقی ملکوں میں بھی امیر جماعت اور سیکرٹریان وقف نو کا کام ہے کہ اس چیز کا خیال رکھیں۔ اور پھر معافی کی صورت میں ہر بچے کا انفرادی معاملہ خلیفۂ وقت کے سامنے علیحدہ پیش ہوتا ہے کہ آیا اس کا دوبارہ وقف بحال کرنا ہے کہ نہیں؟ اس لئے ریکارڈ رکھنا بھی ضروری ہے۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اصل کام ظلم کو ختم کرنا ہے اور انصاف قائم کرنا ہے اور خلافت کے فرائض میں سے انصاف کرنا اور انصاف کو قائم کرنا ایک بہت بڑا فرض ہے۔ اس لئے جماعتی عہدیدار بھی اس ذمہ داری کو سمجھیں کہ وہ جس نظام جماعت کے لئے کام کر رہے ہیں وہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں کام کر رہا ہے۔ اس لئے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ان کا اولین فرض ہے۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ہر ایک کو یہ ذمہ داری نبھانی چاہئے۔ فیصلے کرتے وقت، خلیفۂ وقت کو سفارش کرتے وقت ہر قسم کے تعلق سے بالا ہو کر سفارش کیا کریں۔ اگر کسی کی حرکت پر فوری غصہ آئے تو پھر دو دن ٹھہر کر سفارش کرنی چاہئے تا کہ کسی بھی قسم کی جانبدارانہ رائے نہ ہو۔ اور فریقین بھی یاد رکھیں کہ بعض اوقات اپنے حق لینے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں یا یہ کہنا چاہئے کہ ناجائز حق مانگتے ہیں۔ (تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے)

پس جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ نکاح کے وقت کی قرآنی نصائح کو پیش نظر رکھیں، تقویٰ سے کام لیں، قول سدید سے کام لیں تو یہ چیزیں کبھی پیدا نہیں ہوں گی۔ آپ جو ناجائز حق لے رہے ہیں وہ جھوٹ ہے اور جھوٹ کے ساتھ شرک کے بھی مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میرے سے ناجائز فیصلہ کروا لیتے ہو تو اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہو۔ تو تقویٰ سے دور ہوں گے تو پھر یقیناً شرک کی جھولی میں جا گریں گے۔ پس استغفار کرتے ہوئے اللہ سے اس کی مغفرت اور رحم مانگیں، ہمیشہ خدا کا خوف پیش نظر رکھیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ بعض ماں باپ بچوں کو دوسرے ملک میں لے گئے یا انہیں چھپا لیا یا کورٹ سے غلط بیان دے کر یا دلوا کر بچے چھین لئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والدہ کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے، اور نہ والد کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقویٰ سے کام نہیں لو گے اور ایک دوسرے کے حق ادا نہیں کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز جانتا ہے۔ وہ جانتا بھی ہے اور دیکھ بھی رہا ہے۔ اور اللہ پھر ظالموں کو یوں نہیں چھوڑا کرتا۔ پس اللہ سے ڈرو، ہر وقت یہ پیش نظر رہے کہ جس طرح آپ پر آپ کی ماں کا حق ہے اسی طرح آپ کے بچوں پر ان کی ماں کا بھی حق ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اور جائزہ میں بھی سامنے آیا عموماً باپوں کی طرف سے یہ ظلم زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے میں مردوں کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اپنی بیویوں کا خیال رکھیں۔ ان کے حقوق دیں۔ اگر آپ نیکی اور تقویٰ پر قدم مارنے والے ہیں تو الّا ماشاء اللہ عموماً پھر بیویاں آپ کے تابع فرمان رہیں گی۔ آپ کے گھر ٹوٹنے والے گھروں کی بجائے، بننے والے گھر ہوں گے جو ماحول کو بھی اپنے خوبصورت نظارے دکھا رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک صحابی کو نصیحت کا ایک خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔ باعث تکلیف دہی ہے کہ مَیں نے بعض آپ کے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امور معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسی قدر آپ شدّت رکھتے ہیں۔ یعنی غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ میں نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ اوّل تو بیان کرنے والے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپ سے رکھتے ہیں۔ اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسّام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرّہ ذرّہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسی قدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ خَیْرُکُم لِّاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے اور حسن معاشرت کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔ عزیز من، انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالے کر دیا۔ اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں۔ اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کون سی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہئے۔ اور درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرا درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہو گی کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب مَیں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرماویں۔ اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سو مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام"۔

(الحکم جلد 9 نمبر 13 مورخہ 17/اپریل 1905ء صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا پر چلاتے ہوئے ان خوبصورت اعمال کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائے۔

جماعت احمدیہ ناروے کے حلقہ ہولملیا (Holmlia) میں

عید ملن پارٹی کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: چوہدری افتخار حسین اظہر۔ جنرل سیکرٹری، ناروے)

جماعت احمدیہ ناروے کے حلقہ ہولملیا (Holmlia) کے صدر سید مبارک احمد شاہ صاحب نے 31/اکتوبر 2006ء بروز منگل شام چھ بجے اپنے حلقہ ہولملیا میں عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا جس میں غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کو خصوصیت سے مدعو کیا گیا تھا۔ ہال کو بڑے احسن طریق سے سجایا گیا تھا۔ تقریب کی صدارت مربی سلسلہ مکرم شاہد محمود چوہدری صاحب نے کی۔ آپ نے مہمانان کرام کو پُرتپاک خوش آمدید کہتے ہوئے تلاوت کلام پاک سے باقاعدہ تقریب کا آغاز فرمایا جو مکرم بشارت احمد صاحب صابر نے کی۔ پھر نارویجین ترجمہ پیش کیا گیا۔ مکرم نور احمد بولستاد سابق امیر جماعت احمدیہ ناروے نے، جماعت احمدیہ ناروے کا مختصر تعارف پیش کیا۔ آپ نے ذیلی تنظیموں کے متعلق بھی قدرے اختصار سے بتایا۔ مکرم نور احمد صاحب نے ماہ صیام اور روزہ کی افادیت کے بارہ میں مہمانان کرام کو آگاہ کیا۔ نیز بتایا کہ روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے اور بتایا کہ روزہ درس دیتا ہے کہ مالی و بدنی ایثار کا اور موقعہ دیتا ہے شکر الٰہی اور ذکر الٰہی کا۔ اس بارہ میں ایک ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی جس میں بتایا گیا کہ روزہ تمام مذاہب میں جاری رہا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کے نقوش ماند پڑتے گئے۔ لیکن اسلام کے پیروکار اس پر بڑی مستعدی سے قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ڈاکومنٹری میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ روزہ کن پر فرض ہے اور کِن کِن کو اس سے رخصت ہے۔ پروگرام کے اختتام پر مہمانان کرام کو ڈنر پیش کیا گیا۔ جن معززین و اکابرین نارویجین مہمانان کرام نے عید ملن پارٹی کی تقریب میں شرکت کی ان میں وزارت انصاف کے ایک اعلیٰ افسر، ایک افغانی ڈاکٹر آف میڈیسن جو انٹرنیشنل ریلیشن شپ برائے میڈیسن کے ممبر ہیں، ہولملیا کونٹی کے تین کونسلر زشامل تھے۔ دیگر عہدیداران سمیت کل تعداد 30 تھی۔

مکرم شاہد محمود چوہدری صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم سید مبارک احمد شاہ صدر حلقہ نے تمام مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جس کے جواب میں مہمانان کرام نے تحسین آمیز الفاظ میں اظہار تشکر فرمایا کہ وہ عید ملن پارٹی کی تقریب سے بہت محظوظ ہوئے ہیں اور اسلام کے بارہ میں ان کے علم میں اضافہ ہوا۔ جاتے ہوئے تمام مہمان جماعتی کتب و لٹریچر کے سٹال پر تشریف لے گئے اور لٹریچر اور کتب حاصل کیں۔

جماعت احمدیہ ماریشس کے

45ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

وکیل وقف نو کی بطور مرکزی نمائندہ شرکت۔صدرِ مملکت ماریشس اور وزیرِ انصاف کی جلسہ میں شمولیت اور حاضرینِ جلسہ سے خطاب۔

"اس ملک میں احمدی قانون کا احترام کرنے والے اور ملک کی ترقی وفلاح میں اپنا نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں"۔

(صدر مملکت ماریشس)

ربوہ، قادیان، انگلینڈ، تنزانیہ، کے علاوہ قریبی جزائر مڈغاسکر، مایوٹ، سیشل، ری یونین اور جزائر روڈرگز سے نمائندگان کی جلسہ میں شمولیت۔حاضری 2300 سے زائد رہی۔

(رپورٹ: بشارت نوید۔ مبلغ ماریشس)

الحمدللہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ماریشس کو مورخہ 17,16,15 ستمبر 2006 بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اپنے 45ویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مکرم سید قمر سلیمان صاحب وکیل وقفِ نو تحریک جدید ربوہ کو اس جلسہ میں مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کے لئے نامزد فرمایا۔

تیاری جلسہ

افسر جلسہ سالانہ مکرم حفیظ سوقیا صاحب نے ایک ماہ قبل اپنی پوری ٹیم کے ساتھ باقاعدگی سے کام کا آغاز کیا اور کارکنان میں ڈیوٹیاں تقسیم کیں۔اور جلسہ گاہ میں وقارِ عمل سے کام کا آغاز کیا گیا۔خدا کے فضل سے سب خدام نے پوری ذمہ داری سے اپنی ڈیوٹیاں ادا کیں۔جلسہ سے ایک ہفتہ قبل ہی ہر طرف جلسہ کا سا سماں نظر آنے لگا۔اسی طرح مختلف ممالک سے مہمان بھی جلسہ میں شرکت کے لئے پہنچنے شروع ہو گئے۔

افتتاحی اجلاس

15 ستمبر کو صبح سے ہی جلسہ گاہ بھرنے لگا۔ہر احمدی اُجلے کپڑے پہنے پُر مسرت نظر آرہا تھا۔تمام افرادِ جماعت نے جلسہ گاہ میں نمازِ جمعہ ادا کی اور اِس کے تھوڑی دیر بعد 3 بجے شام مرکزی نمائندہ مکرم سید قمر سلیمان صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا اور محترم امیر صاحب ماریشس نے قومی پرچم لہرایا۔مہمانِ خصوصی نے دعا کروائی اور جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔پہلے اجلاس میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا مظفر سودھن صاحب نے زیرِ عنوان "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم مقام" تقریر کی۔بعدہٗ تمام افرادِ جماعت نے جلسہ گاہ میں براہ راست حضورِ انور کا خطبہ جمعہ سنا جس کا محترم امیر صاحب نے کریول زبان میں رواں ترجمہ کیا۔

دوسرا اجلاس

شام 6 بجکر 30 منٹ پر نمازِ مغرب وعشاء کے بعد دوسرے اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعد نائب امیر محترم شمس وارث علی صاحب نے ایم ٹی اے کی برکات کے موضوع پر تقریر کی اُسکے بعد مہمانِ خصوصی محترم سید قمر سلیمان صاحب نے مردانہ جلسہ گاہ سے لجنہ کو "قرآن وسنت کی روشنی میں عورت کا مقام" پر خطاب فرمایا۔آپ کی یہ تقریر خدا کے فضل سے بڑی مدلّل تھی اور اسے بہت پسند کیا گیا۔اس طرح پہلے روز کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا روز

جلسہ کے دوسرے روز جلسہ گاہ ہی میں اجتماعی نماز تہجد اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد قرآن کریم کا درس ہوا جس کے بعد احباب جماعت نے اجتماعی ناشتہ میں شرکت کی۔

تیسرا اجلاس

جلسہ کے دوسرے روز کا پہلا اجلاس ایک بجے بعد نماز ظہر وعصر شروع ہوا جس میں تلاوت اور نظم کے بعد "حقوق اللہ" کے موضوع پر پہلی تقریر خاکسار بشارت نوید مبلغ انچارج نے کی اور "حقوق العباد" کے موضوع پر دوسری تقریر مکرم مختار دین تیجو صاحب نے کی جس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔

خصوصی اجلاس (چوتھا اجلاس)

ساڑھے تین بجے شام مہمانوں کے لئے خصوصی اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔اس اجلاس میں تلاوت اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا جس کے بعد وزیرِ انصاف جناب Rama Valayden نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا۔اپنے خطاب میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی قومی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ماریشس میں یہ واحد مذہبی جماعت ہے جو حکومت سے مالی امداد نہیں لیتی اور جماعت احمدیہ تمام مذہبی جماعتوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔

وزیرانصاف کے خطاب کے بعد صدرِ مملکت ماریشس Sir Anerood Jagnauth نے حاضرین جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے جلسہ میں شرکت کی دعوت دی اور مجھے آپ سے خطاب کرنے کا موقعہ دیا۔ہم سب اس لئے یہاں اکھٹے ہوئے ہیں تا کہ اپنی روحانی قوتوں کو ترقی دیں۔آپس میں بھائی چارے کی فضا قائم کریں اور دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھیں۔ بعد ازاں صدرِ مملکت نے جماعتِ احمدیہ کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ جماعتِ احمدیہ 1889ء میں انڈیا کے ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان سے شروع ہوئی اور اپنی خوبصورت تعلیم کی وجہ سے آج ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ماریشس میں جماعتِ احمدیہ 1915ء سے قائم ہے اس ملک میں احمدی قانون کا احترام کرنے والے اور ملک کی ترقی اور فلاح کے کاموں میں اپنا نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔اسی طرح کئی دوسرے ممالک میں بھی صحت اور تعلیم کے میدان میں غریب عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔خود قربانی کرنے والے ہیں اور حکومت سے کوئی مالی امداد نہیں لیتے۔صدرِ مملکت ماریشس نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ میں دل کی گہرائیوں سے جماعت احمدیہ کے موٹو Love for all hatred for none کو پسند کرتا ہوں۔آج کی دنیا میں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے جبکہ ہر طرف سے امن کو خطرہ ہے اور ہر روز معصوم لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ہمارا فرض بنتا ہے کے دنیا میں امن بحال کرنے کے لیے کوشش کریں اور دنیا کو روشن مستقبل دیں۔جماعت احمدیہ اسلام کی تعلیم کو امن اور بھائی چارے کے ساتھ دُنیا میں پھیلا رہی ہے۔

اس موقعہ پر مرکزی نمائندہ مکرم سید قمر سلیمان صاحب نے صدرِ مملکت کو حضورِ انور کا بھجوایا ہوا تحفہ پیش کیا اور حاضرینِ جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے اسلام میں جہاد کے موضوع پر جماعت احمدیہ کے نقطہ نظر کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کی۔اس اجلاس کے آخر پر مکرم سید قمر سلیمان صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد مہمانوں کو چائے پیش کی گئی۔

پانچواں اجلاس

بعد نماز مغرب وعشاء 6 بجکر 45 منٹ پر پانچویں اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا جس کے بعد نائب امیر وصدر مجلس انصاراللہ مکرم موسیٰ تیجو صاحب نے "اسلامی اقدار کی حفاظت" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔دوسری تقریر "خلافت کے قریب رہنے کا تجربہ" کے موضوع پر مکرم مولانا جہانگیر غنی صاحب کی تھی جس میں اُنہوں نے اپنے خلافت سے قریب رہنے کے دلچسپ واقعات سُنائے۔اس طرح رات 9 بجے جلسہ کا دوسرا روز اپنے اختتام کو پہنچا۔

تیسرا دن

مورخہ 17 ستمبر بروز اتوار جلسہ کے تیسرے اور آخری روز کا آغاز بھی باجماعت نمازِ تہجد اور نمازِ فجر سے ہوا جو مکرم حافظ قاری نواب احمد صاحب نے پڑھائی۔بعد نمازِ فجر درسِ قرآن کریم محترم شاہد قدیر صاحب نے دیا جس کے بعد تمام حاضرین نے اجتماعی ناشتہ میں شرکت کی۔

اختتامی اجلاس

صبح 9 بجے جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز مرکزی نمائندہ مکرم سید قمر سلیمان صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا جس کے بعد مکرم امیر صاحب خطاب فرمایا۔محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گذشتہ سال ماریشس کے دورہ کے نتیجہ میں جماعت پر ہونے والے افضال کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ماریشس میں بابرکت آمد کی وجہ سے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو نئی جلسہ گاہ کی غرض سے 16 ایکڑ زمین خریدنے کی توفیق دی جہاں انشاءاللہ آئندہ سال سے جلسہ سالانہ منعقد کیا جائے گا۔اسی طرح ایک اور قطعہ زمین مسجد بنانے کی غرض سے خریدنے کی توفیق ملی۔محترم امیر صاحب نے مزید بتایا کہ ہماری جماعت کا ایک بڑا مسئلہ ایم ٹی اے کا سگنل تھا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ماریشس میں بابرکت آمد کی وجہ سے ہی اب خدا کے فضل سے یہ بھی حل ہو گیا ہے اور تمام افرادِ جماعت بڑی آسانی سے چھوٹی سی ڈش کے ذریعہ ایم ٹی اے دیکھ رہے ہیں۔الحمدللہ۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب نے "خلافت کی برکات" کے موضوع پر پُر جوش خطاب فرمایا۔بعد میں واقفینِ نو بچوں نے نظم "اے لوائے احمدیت قومِ احمد کے نشاں" ترنم سے پڑھ کر سنائی۔آخر پر مکرم سید قمر سلیمان صاحب نے حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب فتح اسلام سے حاضرین جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پڑھ کر سنائیں اور آخر پر دعا کروائی اس کے بعد جلسہ گاہ نعروں سے گونج اُٹھا۔اس طرح جماعت احمدیہ ماریشس کا پینتالیسواں جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

مجلس خدام الاحمدیہ ناگویا (جاپان) کے

سالانہ اجتماع کا شاندار اور بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ ناگویا کا س سالانہ اجتماع امسال 2-3 ستمبر 2006ء کو منعقد ہوا۔اجتماع کا افتتاح نماز ظہر کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان نے فرمایا۔افتتاحی اجلاس کے بعد برما کے ہمارے احمدی خادم عطاء الودود نے جو کراٹے کے ماہر ہیں خدام کے سامنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔2 ستمبر کو نماز عصر کے بعد کو کرکٹ کے نہایت دلچسپ میچز ہوئے۔کھانے اور نماز مغرب وعشاء کے بعد خدام، انصار اور اطفال کے مابین کسوٹی کا انتہائی دلچسپ مقابلہ ہوا۔3 ستمبر بروز اتوار نماز تہجد کے ساتھ پروگرام کا آغاز ہوا اور فجر کے بعد سب خدام نے تلاوت قرآن کریم کی۔آرام کے وقفہ کے بعد ناشتہ اور پھر علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔خصوصًا اطفال نے بھرپور تیاری کے ساتھ ان م مقابلوں میں شرکت کی۔

سپورٹس ڈے

اتوار ہی کے روز خدام الاحمدیہ ناگویا نے اجتماع کے سلسلہ میں سپورٹس ڈے منایا جس میں اطفال کے ساتھ انصار بھائیوں نے بھی شرکت کی۔دوڑ کے مقابلوں کے بعد فٹبال کا دلچسپ میچ کھیلا گیا۔قریبی سپورٹس سنٹر میں بیڈمنٹن کے مقابلے بھی منعقد ہوئے۔سنگلز اور ڈبلز کے میچز نہایت دلچسپ رہے۔اور خدام نے بڑے شوق سے تمام مقابلوں میں شرکت کی۔

نماز مغرب وعشاء رات 9:30 بجے مشن ہاؤس میں ادا کی گئیں جس کے بعد کلوا جمیعاً کی صورت میں رات کا کھانا سب خدام واطفال نے مشن ہاؤس میں کھایا۔

(رپورٹ: انیس احمد ندیم۔ مبلغ جاپان)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

تثلیث

عیسائیت کا ایک لاینحل عقیدہ

(محمد صدیق گورداسپوری۔ سابق مبلغ افریقہ و امریکہ)

تثلیث، عیسائیت کا ایک بنیادی عقیدہ ہے جس کی تشریح کتاب دعائے عام میں یوں لکھی ہے:

''باپ غیر مخلوق، بیٹا غیر مخلوق، روح القدس غیر مخلوق۔ باپ خدا، بیٹا خدا، روح القدس خدا۔ تاہم تین خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا۔ ان میں سے کوئی آگے نہیں، کوئی پیچھے نہیں، کوئی ایک دوسرے سے بڑا نہ چھوٹا، مسیح خدا کا بیٹا ہے اور خدا بھی اور انسان بھی''۔

(دعائے عام صفحہ11)

جب مَیں سیرالیون (مغربی افریقہ) میں تبلیغ کے سلسلہ میں متعین تھا تو بعض عیسائی پادریوں سے اس عقیدہ کے بارہ میں گفتگو کرنے کا موقع ملا جس کا ذیل میں ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ عیسائیوں کے پاس بھی اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے کوئی معقول دلیل یا مثال نہیں۔

❁......1953ء میں خاکسار سیرالیون کے مشرقی صوبہ کے ایک قصبہ باجے بو میں تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہا تھا۔ وہاں ایک پرانی جماعت قائم تھی جس کے صدر مکرم پیراماؤنٹ چیف کینما گمانگا تھے جو ایک نہایت ہی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خاکسار ان کے مکان میں ہی قیام پذیر تھا جس میں بجلی وغیرہ تو تھی نہیں لہذا لیمپ سے ہی کام لیا جاتا تھا۔ ایک روز عشاء کے بعد مَیں چند احمدیوں کے ساتھ اس مکان کے پارلر میں بیٹھا تھا کہ ایک عیسائی پادری آ گئے۔ ان سے پہلے بھی علیک سلیک تھی لہذا ان سے اسلام اور عیسائیت پر تبادلہ خیالات شروع ہوا۔ مَیں نے انہیں کہا کہ تثلیث آپ کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ براہ مہربانی اس کی حقیقت تو سمجھا دیں۔ اس وقت لیمپ ہمارے سامنے میز پر پڑا تھا۔ وہ کہنے لگا یہ تو آسان بات ہے یہ لیمپ جو ہمارے سامنے ہے اس سے روشنی حاصل کرنے کے لئے تین چیزیں استعمال ہو رہی ہیں۔ سب سے پہلے نیچے مٹی کا تیل ہے، اس میں ایک بتّی ہے پھر ان کے اوپر شیشے کا ایک گلوب ہے۔ پھر اس میں بتّی ہے جو دھاگے کی ہے۔ اوپر گلوب ہے جو شیشے کا ہے۔ پھر وہ ایک دوسرے کے اوپر اور نیچے ہیں۔ پھر ایک دوسرے سے چھوٹے اور بڑے ہیں۔ یہ تینوں چیزیں مل کر ہمیں روشنی دے رہی ہیں۔ یہی تثلیث ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر نظام کائنات چلا رہے ہیں۔ پھر بھی تین نہیں بلکہ ایک ہیں، جس طرح تین چیزوں کا مجموعہ لیمپ ہے۔

مَیں نے اسے کہا کہ آپ پہلے تثلیث کی تعریف تو کریں تاکہ معلوم ہو کہ یہ مثال تثلیث کو ثابت کرتی ہے یا نہیں۔ مگر وہ تعریف نہ کر سکا۔ پھر مَیں نے تثلیث کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا کہ تثلیث کے تینوں اقنوم میں سے نہ کوئی بڑا ہے نہ کوئی چھوٹا، نہ اوپر، نہ نیچے، نہ آگے، نہ پیچھے۔ مگر اس لیمپ میں اول تو تینوں چیزوں کی ماہیت ہی مختلف ہے۔ ایک تیل ہے جو مائع ہے۔ اس لیمپ کو تثلیث کے ثبوت میں کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس پر وہ کچھ مبہوت سا ہوا اور کہنے لگا تثلیث کی اس تعریف کی رو سے تو کوئی مثال دینی مشکل ہے دراصل یہ مسئلہ ایسا ہے جو عقلی طور پر سمجھ نہیں آسکتا یہ صرف ماننے سے تعلق رکھتا ہے۔ مَیں نے کہا پھر ایسے عقیدہ کو ماننے کا کیا فائدہ جس کو عقلی طور پر ثابت کرنا مشکل ہو۔ جو دوست وہاں بیٹھے تھے ان پر بہت اچھا اثر ہوا اور اسلام اور احمدیت کی حقانیت پر انہیں مزید یقین پیدا ہوا۔

❁......دوسرا واقعہ جو مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مَیں بلاما شہر سے بذریعہ ریل 'بُو'(Bo) جا رہا تھا۔ مَیں فرسٹ کلاس میں بیٹھا ہوا تھا جس میں صرف ایک کرسی ملتی تھی جس کے سامنے ایک میز ہوتا۔ میرے ساتھ کی کرسی پر ایک رومن کیتھولک پادری آ کر بیٹھ گئے۔ ان سے عام تعارف کے بعد مذہبی گفتگو شروع ہو گئی مَیں نے دوران گفتگو ان سے بھی کہا کہ تثلیث آپ کا ایک بنیادی عقیدہ ہے اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔ وہ کہنے لگے یہ تو عام فہم مسئلہ ہے۔ دیکھیں لندن میں ملکہ ہے پھر ان کے ساتھ وزیر اعظم ہے اور پھر اس ملک میں گورنر ہے۔ (اس وقت تک سیرالیون آزاد نہیں ہوا تھا)۔ یہ تینوں ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ یہی تثلیث ہے باپ بیٹا اور روح القدس مل کر دنیا کا نظام چلا رہے ہیں۔

مَیں نے کہا یہاں تو تثلیث کی تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ تثلیث میں تو تینوں اقنوم باپ بیٹا اور روح القدس ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں، سب کے اختیارات ایک جیسے ہیں مگر یہاں تو تینوں شخصیات کی حیثیت الگ الگ ہے، تینوں کے اختیارات الگ الگ ہیں، تینوں کا مقام اور مرتبہ الگ الگ ہے۔ پھر تثلیث میں آپ تینوں اقنوم باپ، بیٹا اور روح القدس کو خدا سمجھتے ہیں مگر یہاں تو مختلف کیفیت ہے۔ وزیر اعظم کو بادشاہ یا ملکہ نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح گورنر سیرالیون کو ہم وزیر اعظم نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اسے بادشاہ کہہ سکتے ہیں۔ پھر ہر ایک کا مقام اور اختیارات الگ الگ ہیں۔ یہاں تثلیث کی تعریف کس طرح صادق آسکتی ہے۔ اس پر وہ پادری کچھ پریشان ہوا اور کہنے لگا دراصل یہ مسئلہ آپ کو سمجھ نہیں آسکتا جب تک آپ مسیح پر ایمان نہ لائیں۔ مَیں نے کہا مَیں تو مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہوں۔ ان کو خدا تعالیٰ کا سچا اور برگزیدہ نبی مانتا ہوں۔ نہ صرف پہلے مسیح پر بلکہ دوسرے مسیح پر بھی ایمان رکھتا ہوں جو اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وجود میں پہلے مسیح کی خُو، بُو پر مبعوث ہوئے ہیں۔

پھر مَیں نے کہا کہ آپ نے جو مثال دی ہے وہ تو اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ایک رسول تھے۔ وہ روح القدس کے ذریعہ خدائی احکامات حاصل کرتے تھے اور بنی اسرائیل تک پہنچاتے تھے، ان کا تزکیہ نفس کرتے تھے۔ جس طرح آپ کی مثال میں بادشاہ یا ملکہ یا وزیر اعظم کے ذریعہ یہاں گورنر کو احکامات جاری کرتے ہیں۔ حکومت تو اس ملک پر تینوں کرتے ہیں مگر اپنے اپنے دائرہ اختیار میں رہ کر۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام روح القدس کے ذریعہ خدائی احکامات حاصل کرتے تھے مگر خود خدا نہیں تھے۔

اس بحث کا اس پادری پر یہ اثر ہوا کہ کہنے لگا آپ سے گفتگو نے اس مسئلہ پر مزید تحقیق کی راہ کھولی ہے۔ مَیں اس پر مزید غور کروں گا۔

❁......یہاں ایک اور واقعہ کا ذکر کرنا بھی خالی از فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اس سے بھی اس مسئلہ کے لاینحل ہونے کے بارہ میں روشنی پڑتی ہے۔

جب ہم جامعۃ المبشرین میں پڑھتے تھے تو ہمارے عیسائیت کے استاد محترم عبدالخالق صاحب تھے جو احمدیت قبول کرنے سے قبل عیسائیت کے پادری تھے۔ بائبل پر انہیں خوب عبور حاصل تھا۔ آپ ایک روز کہنے لگے کہ مَیں جب پادری تھا تو مَیں نے ایک روز راولپنڈی کے بشپ صاحب کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نے ایک دوست کو تثلیث کا مسئلہ سمجھانے کے لئے یہ مثال دی کہ دیکھو ہماری ایک انگلی کے تین حصے ہیں۔ یہ تینوں مل کر ایک انگلی بناتے ہیں، یہی تثلیث ہے۔ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں ایک ہیں۔ وہ بشپ میری اس بات سے بہت خوش ہوا کہ تم نے بہت اچھی مثال دی ہے۔ پھر مَیں نے ان سے کہا کہ جناب شکر ہے اس شخص کو تثلیث کا اصل مفہوم نہیں آتا تھا اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔ لیکن اگر وہ آگے سے مجھے یہ کہتا کہ ایک انگلی سے تثلیث کیسے ثابت ہو سکتی ہے۔ جب کہ اس کے تینوں حصے ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں، پھر تینوں حصوں میں فرق بھی نمایاں ہے جب کہ تثلیث میں تمام چیزوں کا ہر جہت سے برابر ہونا ضروری ہے۔ اور پھر ان میں اوپر نیچے کا کوئی تصور نہیں۔ اگر وہ ایسا کہتا تو میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس پر بشپ کہنے لگا آپ بھی عجیب انسان ہیں۔ خود ہی ایک دلیل بیان کرتے ہیں پھر خود ہی اس کی تردید کر دیتے ہیں۔

بہرحال تثلیث کا عقیدہ کافی پیچیدہ ہے جس کا حل خود عیسائیوں کے پاس بھی کوئی نہیں۔ کاش وہ اس پر غور کریں۔

Buwuma (یوگنڈا) میں

نئی تعمیر شدہ احمدیہ مسجد ''بیت المحمود'' کی افتتاحی تقریب کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: محمد داؤد بھٹی۔ مبلغ یوگنڈا)

جماعت احمدیہ عالمگیر جہاں بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور رہنمائی کے لئے کوشاں ہے اور مختلف ذرائع استعمال کر رہی ہے اس میں سے ایک ذریعہ انسانیت کو اپنے معبود حقیقی، خالق دو جہاں سے نیک، سچا اور روحانی ربط قائم کرنے کے لئے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو امت واحدہ پر قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھروں کی تعمیر کا فریضہ بھی انجام دے رہی ہے۔ اس مبارک کام کے لئے اس عالمگیر جماعت کا ہر فرد جماعت اپنے محبوب و پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں عالمی سطح پر سرگرم عمل ہے۔

اس سلسلہ میں مشرقی افریقہ کے ملک یوگنڈا میں مختلف زون میں پھیلی ہوئی جماعت اپنے اپنے علاقہ میں دیگر جماعتی منصوبوں کے ساتھ ساتھ اس للّٰہی منصوبے پر بھی کام کر رہی ہے۔

امسال ماہ ستمبر 2006ء میں مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا نے جنجہ زون کی Buwuma جماعت جو جنجہ ٹاؤن سے 27 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے ایک پروقار تقریب کے ذریعہ ایک مسجد کا افتتاح کیا۔ اس تقریب میں افراد جماعت کے علاوہ ممبر آف پارلیمنٹ، علاقے کے میئر اور مذہبی رہنما جن میں عیسائی اور سنّی مسلمانوں کے امام شامل تھے، نے بھی شرکت کی۔

اس مسجد کے پلاٹ کی خریداری 1988ء میں مقامی جماعت کے چیئرمین Mr Jumma Bagutumbule اور ابتدائی احمدی Mr.Ismail Mgulus کی کوششوں سے ہوئی۔ پھر 1997ء میں اس مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ مقامی افراد نے اپنی مدد آپ کے تحت اس بابرکت کام کو شروع کیا۔ باوجود مالی مشکلات کے مسلسل تگ و دو میں لگے رہے اور امسال ستمبر 2006ء میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کی لمبائی 200 فٹ اور چوڑائی 30 فٹ ہے۔ اور 300 افراد بآسانی عبادت کر سکتے ہیں۔ اس مسجد کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے ''مسجد بیت المحمود'' عطا فرمایا ہے۔ یہ تقریب صبح 9 بجے سے لے کر شام 5 بجے تک جاری رہی۔

ممبر آف پارلیمنٹ اور میئر نے خطاب کیا۔ ممبر آف پارلیمنٹ نے اپنے خطاب میں جماعتی کاموں کی تعریف کی اور مسجد کے لئے کارپٹ کا تحفہ بھی عنایت کیا۔ مہمانوں کے خطاب کے علاوہ مجلس سوال و جواب کا انعقاد بھی کیا گیا جن کے جوابات مقامی زونل مشنری مکرم حافظ الیاس کساوے صاحب نے دئے۔

اختتامی خطاب سے قبل حاضرین میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں مقامی افراد کی حوصلہ افزائی کی جنہوں نے اس مبارک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مساجد کی حقیقی خوبصورتی جو عبادت اور نمازوں کی ادائیگی میں ہے، اس کی طرف توجہ دلائی۔ نیز مسجد کے ساتھ ملحقہ جگہ جو 30 فٹ چوڑی اور 170 فٹ لمبی ہے خریدنے کے لئے جماعت کی طرف سے ایک ملین یوگنڈن شلنگ کی منظوری کی اطلاع دی۔

اس تمام کارروائی کو میڈیا نے بھی کوریج دی۔ تین مختلف ریڈیو چینلز نے متعدد بار افتتاح کی خبر نشر کی۔ ملک کے مشہور اخبار New Vision نے بھی افتتاح کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ اس تقریب میں شامل ہونے والوں کی تعداد 600 تھی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ کے اس گھر کی روحانی اور ظاہری روشنی سے تمام علاقہ منور ہو اور سعید روحوں کو مولیٰ کریم اپنے گھر کی طرف آنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

بقیه: خطاب حضور انورایده الله
اجتماع لجنه اماء الله برطانیه
از صفحه نمبر 16

تھیں۔تعلیم کی کمی تھی۔ خدا کے وجود کا کوئی تصور نہ تھا، صرف بتوں کو جانتی تھیں۔ یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ بصیر اور علیم وخبیر خدا کیا ہے۔لیکن جب اس زمانے میں عورتوں نے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تو اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر لیا۔ وہ جہالت کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی، علم کی روشنی پھیلانے کا منبع بن گئی۔ پردے وغیرہ کی تمام رعایت کے ساتھ بڑے بڑوں کو دین کے مسائل سکھائے اور حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ سرٹیفکیٹ حاصل کیا کہ دین کا آدھا علم اگر حاصل کرنا ہے تو عائشہ سے حاصل کرو۔ ایک عورت میدانِ جنگ میں اپنے پردے کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے، جرأت وبہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومیوں کی فوج سے اپنے قیدی بھائی کو آزاد کروا کر لے آئی اور تاریخ میں اس عورت کا ذکر حضرت خولہ کے نام سے آتا ہے۔ پھر مدینے پر جب کفار کا حملہ ہوا تو مرد خندق کھود کر ایک طرف سے شہر کی حفاظت کر رہے تھے تو گھروں کی حفاظت عورتوں نے اپنے ذمّہ لے لی۔ اور جب یہودیوں نے اپنا ایک آدمی جاسوسی کے لئے بھیجا تو ایک عورت نے اس کو زخمی کر کے، مار کے باہر پھینک دیا۔ جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو اس وقت عورتیں ہی تھیں جنہوں نے دین کی غیرت میں اور آنحضرت ﷺ کی محبت میں ایک مثالی کردار ادا کیا اور وفاؤں کی ایک مثال قائم کر دی۔

حضور نے فرمایا کہ ان میں یہ طاقت، یہ جرأت، یہ وفا، یہ علم، اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی وجہ سے آیا تھا۔اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر بے نفس ہو کر اپنے دین کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کریں گی، اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی، خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ پیدا کریں گی تو آپ میں دین کی غیرت بھی پیدا ہوگی اور وفا بھی اور ہر قسم کے کمپلیکس سے بھی آپ آزاد ہو جائیں گی۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی عورت نے اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کیا کہ حقیقی مسلمات بنیں، مومنات بنیں، قانتات بنیں، تائبات بنیں، عابدات بنیں۔ آپ نے بھی اگر ان جیسا بننا ہے تو ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ نے اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا نہ کی اور معاشرے کی برائیوں سے اپنے آپ کو نہ بچایا تو مومنات نہیں کہلا سکتیں۔ اگر فرمانبرداری کے اعلیٰ معیار قائم نہ کئے تو مسلمات اور قانتات نہیں کہلا سکتیں۔ اگر توبہ اور عبادتوں کی طرف ہر وقت توجہ نہ رکھی تو تائبات اور عابدات نہیں کہلا سکتیں۔

پس آپ خود اپنے جائزے لیں اور ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھیں جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنا آپ کا مطمح نظر ہو۔

حضور نے فرمایا کہ آج معاشرے میں ہر طرف اسلام کے خلاف حملے ہو رہے ہیں اس کے دفاع کے لئے ہر احمدی بچی، ہر احمدی لڑکی اور ہر احمدی عورت کو اسی طرح میدانِ عمل میں آنے کی ضرورت ہے جس طرح پہلے زمانے میں قرونِ اولیٰ کی عورت آئی۔

حضور نے فرمایا کہ آج عورت کے حوالے سے اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں ان میں ایک بڑا مسئلہ حجاب یا سکارف یا برقعے کا مسئلہ ہے۔ مرد جتنی مرضی اس کی توجیہیں پیش کریں کہ پردہ اسلام میں کیوں کیا جاتا ہے، جتنی مرضی اس کی Justification پیش کریں، اگر اس کا صحیح جواب کوئی دے سکتی ہے تو وہ ایک باعمل اور نیک احمدی عورت دے سکتی ہے۔ پس بجائے کسی کمپلیکس میں مبتلا ہونے کے جرأت مند مسلمان احمدی عورت کی طرح اپنے عمل سے اور دلائل سے اپنے ماحول اور معاشرے میں اس بات کو پہنچائیں کہ پردہ کوئی قید نہیں ہے بلکہ یہ قرآنی حکم ہماری عزتوں کو قائم کرنے اور ہمارا شرف بحال کرنے کے لئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مغربی حکومتوں کی تضاد بیانیوں اور دہرے معیاروں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک طرف تو یہ لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں جبر ہے، سختی ہے، اور دوسری طرف خود دوسروں کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ عورتیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا ان کی اکثریت پردہ کے اسلامی حکم پر عمل نہیں کرتی تو اسلام انہیں کوئی سزا نہیں دیتا۔ لیکن جو دین کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے پردہ کرتی ہے اس پر کسی دوسرے مذہب والے کا کیا حق ہے کہ اس کے خلاف سخت قانون بنائے کہ وہ پردہ نہ کرے، سکارف نہ لے اور اپنے سر کو نہ ڈھانپے۔

حضور نے فرمایا کہ کوئی کس قسم کا لباس پہنتا ہے یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ آج یہ سکارف اور پردہ پر اعتراض کرتے ہیں، کل کو کہہ دیں گے کہ شلوار نہیں پہننی، فراکیں پہنو یا جین پہنو یا میکسی یا کوئی اور ایسی چیز پہنو۔ اور پھر اس پر بھی اعتراض شروع ہو جائے گا اور یہ کہہ دیں گے کہ چھوٹی فراکیں پہنو، منی اسکرٹ پہنو اور پھر ننگے ہو جاؤ۔

حضور انور نے فرمایا کسی عورت کی عزت سے کھیلنے کا ان لوگوں کا کوئی حق نہیں بنتا۔ یہ عورتوں کا کام ہے کہ ان سے پوچھیں کہ تم کسی کے ذاتی معاملات میں دخل دینے والے کون ہو۔ یہ بھی تو آزادی سلب کرنے والی بات ہے۔ یہ کیوں کسی کے اپنی مرضی کا لباس پہننے کی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی عورت نے اپنی عزت بھی قائم کرنی ہے اور مخالفین اسلام کی طرف سے ہونے والے ہر اعتراض کا جواب بھی دینا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض عورتیں احمدی کہلا کر بھی پتہ نہیں کیوں کس کمپلیکس کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کسی نے بتایا کہ ایک عورت نے کہا کہ میری بیٹی اگر اسکارف نہیں پہنتی یا جین اور دوسرا لباس پہنتی ہے تو اسے کچھ نہ کہو، وہ آزاد ہے اور اپنا اچھا برا جانتی ہے۔ وہ بڑی ڈیسنٹ (Decent) ہے۔ وہ ڈیسنٹ کیوں ہے؟ اس لئے کہ اس کی لڑکوں سے دوستی نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو بچوں کی تربیت خراب کرنے والی بات ہے۔ آج اگر دوستی نہیں ہے تو کل کو دوستی ہو بھی سکتی ہے۔ آج اگر کسی برائی میں مبتلا نہیں ہے تو اسی آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی برائی میں مبتلا بھی ہو سکتی ہے۔ اگر وہ آزاد ہے، اپنا اچھا برا جانتی ہے اور اس بات پر آزاد ہے کہ پردے کے اسلامی حکم پر عمل نہ کرے تو پھر جماعت بھی آزاد ہے، نظامِ جماعت بھی آزاد ہے اور خلیفۂ وقت سب سے زیادہ اس کا حق رکھتا ہے کہ پھر ایسے لوگوں کو جماعت سے باہر کر دے جنہوں نے قرآنِ حکیم کے بنیادی حکم کی تعمیل نہیں کرنی۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ ایک دنیاوی کلب بھی جائن (Jion) کرتے ہیں تو اس کی ممبر شپ کے بھی کوئی قواعد وضوابط ہوتے ہیں اور اگر ان کو پورا نہ کریں تو ممبر شپ ختم ہو جاتی ہے۔ دین کا معاملہ تو خدا کے ساتھ ایک عہدِ بیعت ہے۔ اگر اس کی واضح تعلیم کے خلاف عمل کریں گے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے انکار کریں گے تو پھر اگر آپ کی لڑکی کو یا آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ پردہ نہ کرے تو اسی حق کی وجہ سے جو آپ کو حاصل ہے، مجھے بھی یہ حق حاصل ہے کہ پھر ایسے نافرمانوں کو جماعت سے نکال کے باہر کر دوں۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ایسا کروں گا اس لئے اس پر کسی کو کوئی شکوہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔

حضور انور نے لجنہ کی انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ پہلے step میں یہ جائزہ لیں کہ کوئی عہدیدار ایسی نہ ہو جو پردہ نہ کرتی ہو۔ اور اگر باپردہ کام کرنے والی نہیں ملتی تو اس مجلس کو جس مجلس میں کوئی بھی باپردہ کام کرنے والی نہیں ہے، کسی ساتھ کی مجلس کے ساتھ Attach کر دیں۔ کوئی باپردہ ہو تو چاہے کم علم والی ہو اُس کو کام سپرد کر دیں۔ اگر کوئی بھی نہیں ملتا جو اپنے سر اور بال ڈھانپو کے اسلامی حکم پر عمل کر رہی ہو اور قریب میں بھی کوئی مجلس نہ ہو تو پھر ایسی مجلس کو ہی بند کر دیں۔ حضور نے امید ظاہر کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی انتہائی صورت کہیں نہیں ہوگی۔ اللہ کے فضل سے جماعت میں نیکیوں میں آگے بڑھنے والی بے شمار خواتین ہیں۔ اگر بڑی عمر کی عورتوں میں سے نہیں تو نوجوان بچیوں میں سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ایسی ہیں جو منافقت سے پاک ہیں۔ بہت سی ایسی ہیں جو اپنے بڑوں سے زیادہ نیکیوں پر قائم ہیں اور کوشش کرتی ہیں کہ حجاب لیں، حیا رکھیں۔ اس سلسلہ میں حضور نے ایک احمدی بچی کی مثال بھی دی جو ایک سکول میں پڑھاتی ہے اور سر کو اسکارف سے ڈھانپتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پردہ ایک اسلامی حکم بھی ہے اور ایک احمدی عورت اور نوجوان لڑکی کی شان اور اس کا تقدس بھی ہے، اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ سکارف کے ساتھ نچلا لباس بھی ڈھیلا ہونا چاہئے۔ حکم ہے کہ زینت نظر نہ آئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بعض غیر از جماعت لڑکیوں نے سکارف تو لیا ہوتا ہے شاید اس ری ایکشن کے طور پر کہ ہمیں کیوں سکارف لینے سے روکا جاتا ہے لیکن نیچے جین اور بلاؤز پہنے ہوتے ہیں۔ ایسے پردے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ پردہ ایسا ہو جو پردہ بھی ہو اور وقار بھی ہو۔

حضور نے فرمایا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ عورتیں ایک جگہ بیٹھی ہوئی تھیں تو ایک عہدیدار عورت نے دوسری کو کہا کہ ہمیں حالات کی وجہ سے پردے میں اب کچھ Relax ہونا چاہئے اور اتنی سختی نہیں کرنی چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے Relax ہو جائیں تو جس طرح مَیں نے پہلے کہا ہے وہ اپنا حق استعمال کریں اور مَیں اپنا حق استعمال کروں گا۔ یہ تو نہیں کہ آپ اپنے حق لیتی رہیں اور مجھے کہیں کہ مَیں اپنا حق نہ لوں۔ مَیں نے تو بہرحال اس حکم کی پابندی کروانی ہے جو قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ نہیں تو دروازہ کھلا ہے جو جانا چاہتا ہے چلا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کمپلیکس کس وجہ سے ہے؟ کیسا ہے؟۔ کیوں ہے؟ یہاں کی لوکل برٹش عورتیں بھی ہیں، لڑکیاں بھی ہیں۔ یورپ میں اور دوسری جگہ بھی جو جماعت میں داخل ہو رہی ہیں انہوں نے تو سکارف پہننا شروع کر دیا ہے، اپنے سر ڈھانکنے شروع کر دیئے ہیں اور آپ لوگوں میں سے بعض ایسی ہیں جو احساسِ کمتری کا شکار ہو رہی ہیں۔ اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہو کہ اس طرح سختی سے جماعت کم ہو گی اور جماعت میں سے لوگ دوڑنا شروع ہو جائیں گے تو یاد رکھیں کہ جماعت کم نہیں ہوگی۔ ایسی تمام عورتیں اگر چھوڑ بھی دیں تو اللہ میاں کا وعدہ ہے کہ اس کے مقابل وہ نئی قوم عطا فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں کے برٹش لوگوں میں سے بھی جو عورتیں آئی ہیں بڑی مخلص ہیں اور آئندہ بھی ان لوگوں میں سے آپ دیکھیں گی کہ قطراتِ محبت ٹپکیں گے جو اسلام اور اسلام کی تعلیم سے محبت کرنے والے ہوں گے۔

حضور انور نے اس ضمن میں صدر صاحبہ لجنہ برطانیہ کا بھی بطور مثال ذکر فرمایا اور فرمایا کہ یہ بھی پاکستانی تو نہیں، جرمن ہیں مگر پردہ کرتی ہیں، برقعہ پہنتی ہیں ان کو تو کوئی کمپلیکس نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جو پردہ میں Relax ہونے کا ذکر کرتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر وہ اعتراض مجھ پر کرنا چاہتی ہیں کہ پردے کے بارہ میں مَیں سختی کرتا ہوں۔ اس قسم کے لوگ جو گول مول باتیں کرتے ہیں یہ بھی منافقانہ حرکت ہے۔ پس اپنے آپ کو سنبھالیں۔ حضور نے مختلف قوموں سے نئی آنے والی احمدی خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ پیدائشی احمدی اپنے پر اسلامی تعلیم لاگو نہیں کرنا چاہتیں تو ان کو نہ دیکھیں، آپ آگے بڑھیں اور ان لوگوں کے لئے نمونہ بنیں اور آگے بڑھ کر اسلام اور احمدیت کے حسن اور خوبیوں کو اس ماحول میں پھیلائیں۔

حضور نے فرمایا کہ پردہ اور حیا تو ہر زمانے میں ہر مذہب کی تعلیم رہی ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی قرآن پاک میں جن دو عورتوں کا ذکر ہے کہ وہ ایک طرف کھڑی تھیں اور اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا رہی تھیں تو وہ پردہ اور حیا کی وجہ سے ہی کھڑی تھیں کہ مرد جب فارغ ہو جائیں گے تب ہم آگے جائیں گی۔ پس حیا کو ایمان کا حصہ سمجھیں۔ عیسائی عورتیں شروع زمانے میں پردہ کرتی تھیں۔ بائبل میں کئی جگہ پردے کی یہ تعلیم درج ہے۔ اگر آج عیسائی پردہ نہیں کر رہے جن کو دیکھ کر آپ متاثر ہو رہی ہیں تو وہ اپنے دین کو بھول رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے دین کو یاد رکھیں، اس پر عمل کریں تو بیشمار برائیاں جو ان لوگوں میں راہ پا گئی ہیں وہ ختم ہو جائیں۔

حضور انور نے اس ضمن میں بائبل کے بعض حوالے بھی پڑھ کر سنائے جن میں عورتوں کو حیادار لباس پہننے اور شرم اور پرہیزگاری اختیار کرنے اور سر کو ڈھانپنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مغربی معاشرہ مذہبی لحاظ سے دیوالیہ ہو چکا ہے اور اپنے دین کی ہدایات کو بھلا بیٹھا ہے۔ پس ان کو کہیں کہ ہمارے خلاف باتیں کرنے کی

بجائے، مضمون لکھنے کی بجائے، قانون بنانے کی بجائے، بیان دینے کی بجائے اپنی فکر کرو۔ ہمارے سر ننگے کرنے کی بجائے، جو ہم اپنی خوشی سے ڈھانپتی ہیں، اپنی تعلیم کے مطابق اپنی عورتوں کے سرڈھانپو۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو برائیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ مرد کو عورت سے پہلے اس بات کی تلقین کی ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ پھر عورت کو حکم دیا ہے کہ نظریں نیچی رکھو۔ اور مرد میں کیونکہ عورت کی نسبت زیادہ بے باکی ہوتی ہے اس لئے عورت کو حکم دیا کہ گو کہ نظر نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا دونوں کو حکم ہے۔ تاہم مرد کی فطرت کی وجہ سے تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنی زینت کو ڈھانکو تاکہ مرد کی بے محابا اٹھی ہوئی نظر سے بچ سکو۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ پہلے خلفاء نے پردہ کے بارہ میں اتنی سختی نہیں کی تھی تو چند حوالے وہ بھی میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں تاکہ تسلی ہو جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے۔ ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر ان کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن بات صاف ہے کہ مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر اس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد پیش فرمایا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ: ”شرعی پردہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال، گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔ اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جا سکتا ہے“۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک ارشاد پڑھا جو آپ نے ناروے میں لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ مَیں ایسی خواتین سے جو پردہ کو یہاں ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردے کو ترک کر کے اسلام کی کیا خدمت کی ہے۔ آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پر پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی کہ ننگ دڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی شادی سے پہلے بچہ جننے کی اجازت دی جائے۔ مَیں کہوں گا پھر تم دوزخ میں جانے کے لئے بھی تیار رہنا۔ وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں قبل اس کے کہ خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہو۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک ارشاد پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں اکثر جگہ پردہ اس طرح غائب ہو رہا ہے کہ گویا اس کا وجود ہی کوئی نہیں اور اس کے نتیجے میں جو انتہائی خوفناک ہلاکتیں سامنے کھڑی قوم کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی ہیں ان ہلاکتوں کا کوئی احساس نہیں ہے۔ ماں باپ اپنی بے عملی اور غفلتوں کے نتیجے میں اپنی نئی نسلوں کو ایک معاشرتی جہنم میں جھونک رہے ہیں اور کوئی نہیں جو ان کی پرواہ کرے۔ یہ صورتِ حال ساری دنیا میں اتنی سنگین ہوتی جارہی ہے کہ مجھے خیال آیا کہ اگر احمدیوں نے فوری طور پر اسلام کے دفاع کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں نہ لیا تو معاملہ حد سے آگے بڑھ جائے گا۔

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ عورتیں سمجھتی ہیں کہ اس دنیا میں جہاں سے پردے اٹھ رہے ہیں اپنی سہیلیوں کے سامنے برقعہ پہن کر جائیں گی تو وہ کہیں گی کہ یہ اگلے وقتوں کی ہیں، پگلی ہیں، پاگل ہوگئی ہیں، یہ کوئی برقعوں کا زمانہ ہے۔ حالانکہ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ عزتِ نفس اور دوسروں کا کسی کی عزت کرنا انسان کے اپنے کردار سے پیدا ہوتا ہے۔ اور دنیا کی عزت میں لباس کی کوئی بھی حیثیت نہیں رہتی۔ اگر کوئی آدمی صاحبِ کردار ہو تو اس کی عزت پیدا ہوتی ہے اور یہ عزت سب سے پہلے اپنے نفس میں پیدا ہونی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور گزشتہ خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں فرمایا کہ بعض لوگوں میں جو یہ سوچ پیدا ہوگئی ہے کہ فلاں خلیفہ نے تو ایسا نہیں کہا تھا اور فلاں خلیفہ کہہ رہا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ لوگ بغیر علم کے خلفاء پر بدظنی کر رہی ہیں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی حکم پر عمل نہیں کروانا چاہتے تھے۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے چند اقتباسات پڑھ دیئے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ بعض حالات میں کوئی خلیفہ کسی بات پر زیادہ زور دیتا ہے اور کوئی کسی بات پر۔ اس لئے یہ کہنا کہ پہلے خلیفہ نے اس بارہ میں یہ بات کی تھی تم بھی اس بارے میں اسی طرح کرو تو یہ خلافت کو پابند کرنے والی بات ہے اور اس کی بے ادبی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ آپ نے بیعت صرف معاشرے کے دباؤ، ماں باپ کے دباؤ، خاوند کے دباؤ یا بچوں کے دباؤ کی وجہ سے کی ہے، دل سے نہیں کی۔ اگر دل سے بیعت کی ہو تو تمام معروف فیصلوں پر عمل کرنے کا جو عہد آپ نے کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہو اور کبھی ایسی بات نہ نکلے کہ یہ فیصلہ کیوں کیا اور یہ فیصلہ کیوں نہیں کیا۔

حضور نے ان چند لوگوں کو جو ایسی باتیں کرتے ہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسلک رہنا ہے تو قرآنِ کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکامات کی پابندی کرنی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج ہر احمدی عورت کی غیرت کا تقاضا ہے کہ بجائے لوگوں سے ڈرنے کے اس معاشرے میں جبکہ اسلام کے خلاف نفرتوں کے بیج بوئے جارہے ہیں اور طوفانِ بدتمیزی پیدا کرنے کے لئے فضا ہموار کی جارہی ہے اعلان کر کر کے ہر ایک کو بتائیں کہ تم چاہے جتنی مرضی پابندیاں لگا لو ہمارے دلوں سے، ہمارے چہروں سے، ہمارے عملوں سے اس خوبصورت تعلیم کو نہیں چھین سکتے۔ اور اگر تم لوگ مذہب سے دور جارہے ہو اور تباہی کے گڑھے میں گر رہے ہو تو ہم تمہارے ساتھ اس جہنم میں گرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انسانیت کو اپنے برے کرتوتوں اور عملوں کے بھیانک انجام سے بچائے۔ آؤ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ اسی میں تمہارے دلوں کا سکون اور تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ ہر باغیرت احمدی عورت جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے بارے میں ہلکا سا بھی کوئی شائبہ کبھی پیدا ہوتا ہے وہ اس کو اپنے دل سے نوچ کر باہر پھینک دے گی اور حقیقی مسلمات، مومنات، قانتات، تائبات اور عابدات میں شامل ہو جائے گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا کے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(محمد داؤد بھٹی - مبلغ سلسلہ یوگنڈا)

مورخہ 9-10 ستمبر 2006ء کو مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا کا سالانہ اجتماع جنجہ زون میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں شمولیت کے لئے ملک کی تمام جماعتوں کے خدام نے شرکت کی۔ یہاں خدام کی تنظیم سات زونز میں تقسیم ہے۔

اجتماع سے قبل ہی مکرم ڈاکٹر موسیٰ سیکیکوبے (Dr.Musa Sekikubo) صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے اجتماع کا تمام پروگرام ترتیب دیا جس کے مطابق تمام جماعتوں کو اس سے آگاہ کیا گیا۔

پروگرام کے مطابق 9 ستمبر بروز ہفتہ اجتماع کا افتتاح تلاوت قرآن کریم، عہد، دعا اور صدر صاحب کے خطاب سے ہوا۔ اس کے بعد خدام کے مابین کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔ ان مقابلوں میں فٹ بال، والی بال، رسّہ کشی اور دوڑیں شامل تھیں۔

تمام کھیلیں مسجد احمدیہ جنجہ کے قریب ہی ایک میدان میں منعقد ہوئیں۔ احمدی اور غیر احمدی سینکڑوں کی تعداد میں شامل ہوئے اور کھلاڑیوں کو بھرپور داد سے نوازا۔ یوگنڈا میں فٹ بال بڑے شوق اور ولولہ سے کھیلا اور پسند کیا جاتا ہے اس لئے خدام کی ٹیموں کو سات مختلف زونز میں تقسیم کر دیا گیا اور ان کے مابین میچ کروائے گئے۔

نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد دو تقاریر ہوئیں جن کے عنوان تھے ”اطاعت اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں“ اور ”اسلام کے بارہ میں تعلیم کی اہمیت“۔ ان تقاریر کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا جو لوکل زبان میں ہوا۔ لوکل مبلغین نے خدام کے سوالات کے جوابات دئے۔ اور آخر پر خدام میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

دوسرے دن 10 ستمبر بروز اتوار کو اجتماع کا آغاز نماز تہجد سے ہوا اور نماز فجر کے بعد درس دیا گیا جس کا عنوان تھا ”محنت کی عظمت، احادیث کی روشنی میں“۔ آج کا دن خاص طور پر علمی مقابلہ جات پر مشتمل تھا۔ اس اجتماع میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن کریم، حفظ احادیث مبارکہ، تقاریر کے مقابلے ہوئے۔ تقاریر کے لئے دو عناوین مقرر تھے یعنی ”خلافت کی برکات“ اور ”اطاعت“۔

علمی مقابلے 11 بجے تک جاری رہے۔ اس کے بعد خدام کے مابین کھیلوں کے فائنل مقابلے ہوئے۔ ورزشی مقابلہ جات کے بعد پروگرام کے مطابق ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں جیتنے والی ٹیموں کو انعامات تقسیم کئے گئے جو مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مشنری انچارج یوگنڈا نے دئے۔

انعامات کے بعد مکرم امیر صاحب نے خدام سے خطاب کیا اور خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم امیر صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چنیدہ واقعات سے اطاعت کی اہمیت بیان کی۔

اس خطاب کا لوکل زبان میں ترجمہ ساتھ کے ساتھ پیش کیا گیا۔ جنجہ ٹاؤن کے لوکل میئر نے بھی اختتامی پروگرام میں شرکت کی اور اپنے خطاب سے نوازا۔

دعا کے ساتھ یہ اجتماع کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

اس اجتماع میں کل 250 خدام شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر رنگ میں بابرکت فرمائے اور خدام کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے اور عہد و پیمان کو مضبوط رنگ میں نبھانے کی توفیق دے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 و 30جون 2005ء اور 2/جولائی 2005ء میں حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کی خودنوشت سوانح حیات شائع ہوئی ہے جو آپ نے مئی ۱۹۶۸ء میں قلمبند فرمائی تھی۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؓ 1900ء میں احمدی ہوئے۔ پہلے سرکاری محکمہ آبکاری میں ملازم تھے پھر نواب رامپور حامد علی خانصاحب نے ان کی خدمات کو اپنی ریاست کے لئے طلب کرلیا اور 1920ء تک آپ وہاں محکمہ آبکاری کے سپرنٹنڈنٹ رہے۔ اکثر مذہبی بحث مباحثہ بھی دربار میں رہتا تھا۔ نواب صاحب کو میرے والد صاحب سے خاص الفت تھی اور ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کے وہ اس درجہ قائل تھے کہ وفات سے ایک ماہ پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو تار دے کر میرے والد صاحب کو قادیان سے اپنے پاس بلوالیا کہ وہ دوا وغیرہ ان کو پلایا کریں۔

میرے والد صاحب نے چار شادیاں کیں۔ میں تیسری والدہ کا لڑکا ہوں، میری والدہ سے ہم دو بھائی اور ایک بہن ہیں۔ دونوں مجھ سے بڑے ہیں۔ میری والدہ حضرت کلثومؓ میرٹھ کی رہنے والی تھیں۔ انہوں نے 1905ء میں بیعت کی تھی۔ وہ حافظ قرآن تھیں اور اکثر اوقات تلاوت میں مصروف رہتیں۔ دین سے بیحد لگاؤ تھا۔ وہ بتاتی تھیں کہ میں خواب دیکھ کر احمدی ہوئی اور جس دن سے احمدی ہوئی مجھے قرآن کریم پڑھنے کا شوق بہت بڑھ گیا۔ محلّہ کی بہت سی لڑکیوں کو بھی پڑھایا۔ حضرت مسیح موعود کا عربی قصیدہ اور قرآن واحادیث کی دعائیں اکثر سناتی تھیں۔ میں نے اُن کو کبھی نماز ناوقت پڑھتے نہیں دیکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کا درس سننے پیدل دارالفضل سے شہر جاتیں۔ حضورؓ نے کئی بار مجھے اور میرے والد کو فرمایا کہ میری والدہ بہت نیک اور پارسا خدا پرست عورت ہیں اور اس وجہ سے اس کی اولاد کو خدا نے کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کا موقعہ دیا ہے۔ 31دسمبر 1929ء کی صبح ان کا انتقال ہوگیا۔ وفات سے ایک ہفتہ پیشتر والد صاحب کو بلا کر وصیت کا حساب سمجھایا اور سب وصیت ادا کروادی۔ میری دوسری والدہ کو بلا کر میری بہن کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور کہا سب سامان جہیز کا تیار ہے اسکی شادی کردینا...... حضرت مصلح موعودؓ نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ تک تشریف لے گئے۔ میرے والد صاحب 26 فروری 1954ء میں فوت ہوئے۔ میں نے اپنے والدین کو تہجد قضا کرتے نہیں دیکھا۔ جب کبھی رات کے اخیر حصہ میں آنکھ کھلی ان کو نماز پڑھتے پایا۔

1920ء میں جبکہ میری عمر آٹھ سال تھی، والد صاحب ہم سب کو لے کر قادیان دارالامان مستقل سکونت کے لئے چلے آئے۔ میں تیسری جماعت میں داخل ہوا۔ پانچویں میں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ جمعہ میں جماعت کو اپنے بچے دین کے لئے وقف کرنے کی تحریک کی۔ میرے والدین نے میرا بازو پکڑا اور حضور کی خدمت میں پیش کردیا اور میں ہائی سکول کو خیرباد کہہ کر مدرسہ احمدیہ میں داخل کردیا گیا۔

طالب علمی میں میرا شمار اچھے طلباء میں رہا۔ کھیل کا بھی بہت شوق تھا اور عمدہ کھلاڑیوں میں میرا شمار تھا۔ جامعہ احمدیہ کی فٹ بال ٹیم کا ایک سال تک کیپٹن رہا۔ گورداسپور اولمپک گیمز میں ضلع کا فٹ بال کا بہترین کھلاڑی منتخب ہوا۔ پھر ہاکی ٹیم کا بھی ایک سال تک کیپٹن رہا۔ والی بال کی فرسٹ الیون میں رہا۔ ایتھلیٹکس میں بھی اکثر انعام ملتا۔ تیراک بھی بہت اچھا تھا۔ فٹ بال کھیلتے ہوئے بائیں بازو کی ہڈی بھی ٹوٹی۔

ہمارے محلّہ میں ایک کلب بنایا گیا جس کے بانی وسرپرست ماسٹر علی محمد صاحب تھے۔ ہر جمعہ کے دن ہماری میٹنگ بلاتے اور اس میں تقاریر کراتے۔ ماسٹر عبدالرحمان صاحب سابق مہر سنگھ بھی ہمارے اساتذہ میں سے تھے اور پڑوسی تھے۔ نمازوں میں باقاعدہ لے جاتے۔ اکثر مغرب کی نماز کے وقت جو لڑکا کھیلتا رہتا اس کو بہت تنبیہ کرتے کہ ہم میں سے جونہی کوئی انہیں آتا دیکھتا تو مسجد کی طرف رُخ کرلیتا۔ انہوں نے ہم کو بچپن سے نمازوں کا عادی بنایا۔

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ مربیان کو پڑھاتے تھے تو مجھے بہت خواہش ہوتی کہ میں بھی کبھی ان سے پڑھوں اور خدا تعالیٰ مجھے مربی بنا دے۔ 1929ء میں مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرکے مَیں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ مجھے فارسی، اردو کے اشعار والد صاحب پڑھایا کرتے تھے۔

1928ء میں قادیان میں ریل گاڑی آئی تو ہم بچے وڈالہ نتھیاں تک پیدل گئے، وہاں سے بیٹھ کر آئے۔ بارش کے دنوں میں قادیان جزیرہ نما سا بن جاتا۔ شہتیروں کو جوڑ کر ہم لوگ کشتیاں بنالیتے اور شہر جانے والوں کو دارالعلوم سے ریتی چھلّہ پار کراتے۔

بچپن میں دعا کی طرف توجہ مجھے والدہ صاحبہ نے بہت دلائی۔ پھر مجھے ماسٹر عبدالرحمان صاحبؓ سابق مہر سنگھ کے ساتھ مدرسہ احمدیہ پڑھنے کے لئے دارالفضل سے آنا جانا پڑتا۔ وہ بھی دعا کے واقعات سناتے۔ ایک بار سکول جاتے ہوئے اُن کی اہلیہ نے مجھے اپنی سونے کی انگوٹھی مرمت کروانے کیلئے دی۔ سکول سے واپسی پر قادیان کے قریبی گاؤں میں ایک مناظرہ تھا، ہم ماسٹر صاحبؓ کے ہمراہ وہاں گئے۔ مغرب کی نماز واپسی کے راستہ میں ادا کی۔ گھر پہنچ کر اُن کی اہلیہ نے انگوٹھی کی بابت دریافت کیا۔ تمام جیبیں دیکھیں، کہیں نہ ملی۔ ماسٹر صاحبؓ نے فرمایا آؤ خدا سے دعا کریں۔ چنانچہ میں بھی آپؓ کے ساتھ دعا میں شریک ہوگیا اور دو نفل ادا کئے۔ جب نفل ختم کرکے مصلّی لپیٹا تو نیچے سے انگوٹھی ملی۔ جو خوشی اس وقت مجھے ہوئی وہ میں بتا نہیں سکتا اور خدا کی ہستی پر زندہ یقین ان واقعات سے بچپن میں ان بزرگوں کے طفیل نصیب ہوا۔

1931ء میں جب میرے والد صاحب کو نواب صاحب رامپور نے طلب کیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے دینی مصالح کے ماتحت انہیں رامپور جانے کی اجازت دیدی۔ مجھے بھی والد صاحب اپنے ہمراہ لے گئے۔ اس طرح میری تعلیم ایک سال کے لئے رُک گئی۔ قادیان کی یاد بے حد ستاتی اور رامپور کا ماحول قطعاً مجھے پسند نہ آیا۔ وہاں مشہور مدرسہ عالیہ تھا لیکن طرز تعلیم مجھے قطعاً پسند نہ آئی۔ مَیں نے اپنے والد کو لمبے لمبے خط لکھے اور اپنی حالت سے آگاہ کیا۔ آخر مَیں قادیان چلا آیا، میرے ساتھ میرے دو بھائی بھی چلے آئے تھے۔ 1932ء میں مولوی فاضل کا امتحان بہت اچھے نمبروں میں پاس کیا۔ امتحان سے چار ماہ پہلے سے مَیں نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر پڑھائی شروع کی۔ ہم روزانہ 16 سے 18 گھنٹے پڑھتے تھے۔ امتحان دینے کے بعد خاکسار کو والد صاحب نے رامپور بلالیا تھا۔ وہیں مجھے حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے مولوی فاضل میں کامیابی کی مبارکباد بذریعہ تار ملی۔

انہی دنوں نواب صاحب رامپور سے ملنے کسی عرب ملک کے ایک مجلّہ کا مدیر آیا۔ ریاست کے مہمانوں کے انتظامات کے نگران والد صاحب تھے۔ یہ عرب ہمارے مکان پر بھی تشریف لائے۔ دوران گفتگو اُن کو ہمارے احمدی ہونے کا معلوم ہوا تو وہ احمدیت کے خلاف بولنے لگے اور یہ بھی کہا کہ آپ نے اس وجہ سے احمدیت سے متاثر ہوکر قبول کیا ہے کہ آپ عربی نہیں جانتے، ہم لوگ اہل زبان ہیں اس لئے حقیقت حال ہم سمجھتے ہیں۔ والد صاحب نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ بار بار اپنی عربی دانی کا رعب ڈالتا رہا۔ اس پر والد صاحب نے مجھے بلا کر اُن سے عربی میں گفتگو کرنے کا ارشاد فرمایا۔ میرے ساتھ حیات وممات مسیح علیہ السلام پر گفتگو چلی تو اس نے پوچھا کہ آپ نے عربی کہاں سے سیکھی ہے؟ میں نے کہا کہ قادیان میں۔ وہ خاصّہ متاثر تھا۔ میں نے اسے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ چیلنج جو کلمہ توفّی کے متعلق آپ نے ازالہ اوہام میں پیش کیا ہے، دہرایا اور مطالبہ کیا کہ آپ اہل زبان ہیں، اس کا جواب دیں۔ وہ لاجواب ہوکر کھسیانا سا ہو رہا۔

حیدرآباد میں میرے بڑے بھائی پولیس میں ملازم تھے۔ مجھے پانچ روپے کی فوری ضرورت لاحق ہوئی تو اُن سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ کل انتظام کردوں گا۔ کیونکہ ضرورت فوری تھی اس لئے مجھے سخت قلق ہوا اور رات بھر نیند نہ آئی۔ صبح میں نے یہ ارادہ کیا کہ مجھے کام تلاش کرنا چاہئے۔ پھر بہت لوگوں کے توسط اور بڑی کوشش سے عربی کی تدریس کے لئے ایک جگہ مقرر ہوا۔ اس وقت کے لحاظ سے خاصی تنخواہ تھی۔ ملازمت کا کاغذ گھر لاکر بھائیوں کو دکھایا اور اپنے والد صاحب کو رامپور اطلاع دی تو تیسرے دن اُن کا خط آیا کہ میں نے تم کو مولوی فاضل اس لئے کرایا تھا کہ تم دین کی خدمت کرو اور یہی تمہاری مرحومہ والدہ کی خواہش تھی، اب تم جوان ہو میں نے اپنی خواہش اور منشا کا اظہار کردیا تم جس طرح چاہو کرو۔ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوگیا۔ اِدھر ملازمت معقول اور ترقی کے امکانات تھے اُدھر والدین کی خواہش کا احترام۔ وہ رات بھی دعا کرتے گزری۔ صبح دفتر جا کر افسر سے عرض کیا کہ آپ اس جگہ کسی اور کو متعین کردیں میرے والد رضامند نہیں۔ انہوں نے مجھے بہت سمجھایا لیکن میں نے ان کو یہی جواب دیا کہ میں زندگی بھر اپنے والد کی دعاؤں سے محروم ہوجاؤں گا وہ جب مجھے دیکھیں گے ان کے دل کو صدمہ گزرے گا جو مجھے برداشت نہیں ہوسکے گا۔ آخر قادیان واپس جانے کا فیصلہ کرلیا تاکہ مربیان کلاس میں شامل ہوجاؤں۔ کرایہ کا سوال درپیش تھا۔ محترم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب مرحوم کا انہوں نے ایک مضمون اردو زبان میں لکھا اور مجھے کہا کہ اسے دیکھ لوں چنانچہ رات گیارہ بجے تک وہ مضمون مکمل کرکے صاف کرکے ان کو دیا اور رات کو گھر واپس آیا۔ دوسرے دن سیٹھ صاحب نے مجھے قادیان تک جانے کا کرایہ ارسال فرمایا اور اگلے دن ہی میں حیدرآباد سے قادیان کے لئے روانہ ہوگیا۔

مربیان کلاس میں منتخب ہوا تو چار روپیہ وظیفہ مقرر ہوگیا۔ امتحان میں کامیابی کے بعد حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات ہوئی اور حضورؓ نے مجھے لکھنؤ میں مقرر فرمایا۔ جب حضور نے سب کو جانے کی اجازت دی تو سب رخصت ہوگئے۔ خاکسار ٹھہرا رہا۔ حضورؓ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ مجھے کچھ آتا جاتا نہیں، لکھنؤ علمی جگہ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری نالائقی کی وجہ سے سلسلہ کو نقصان پہنچے۔ حضورؓ نے فرمایا تم کو قرآن کریم پر کوئی اعتراض ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا: سوامی دیانند کو تھا: کہا ہاں۔ فرمایا: اس نے اعتراض کرکے تم کو موقع دیا کہ تم جواب دو۔ پس علم ہمیشہ انسان دشمن سے سیکھتا ہے تم بالکل نہ گھبراؤ ابھی تم محسوس کرتے ہو جب دشمن کا مقابلہ ہوگا خدا تم کو خود علم حاصل کرنے کی توفیق دے گا۔ میں دعا بھی کروں گا۔

5/اپریل 1936ء کو مَیں روانہ ہوا۔ مولوی علی محمد احمد کو دو ماہ کے لئے حضور نے میرے ساتھ روانہ کیا۔ 10/اپریل کو ہم احمدیہ مشن لکھنؤ پہنچے۔ سیٹھ خیرالدین احمد صاحب جماعت کے صدر تھے بہت اچھے عالم باعمل انسان تھے اور بہترین مناظر تھے ہر مذہب سے واقفیت تھی اور چوٹی کے لوگوں سے مناظرہ کیا کرتے۔ میرا کام شروع شروع میں نمازیں پڑھانا، درس دینا تھا گفتگو عموماً مولوی صاحب ہی کرتے۔ پھر ایک جلسہ میں خاکسار نے تقریر کی تو بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ کیا کل کا بچہ مربی بنا کر بھیج دیا گیا ہے جسے تقریر کی تمیز نہیں۔ یہ رائے سن کر مجھے رات بھر نیند نہ آئی اور حضورؓ کو وہ روئیداد لکھ بھیجی۔ حضورؓ کا ارشاد ملا کہ میں صرف علماء کو دعوت الی اللہ کروں اور تین ماہ تک کسی کو دعوت الی اللہ نہ کروں۔ چنانچہ خاکسار تن تنہا لکھنؤ کے مشہور مدارس اور بعض مساجد کے مولویوں سے ملتا رہا۔ تین ماہ تک نہ میں نے کوئی لیکچر دیا اور نہ کسی سے

گفتگو کی۔ صرف خطبہ جمعہ پڑھ کر سنا دیتا، درس دیدیتا۔ تین ماہ بعد جلسہ سیرۃ النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں غیراز جماعت مقررین نے بھی تقریریں کی۔ خاکسار نے سب کے آخر پر تقریر کی اور خدا کے فضل سے وہ اس قدر مقبول ہوئی کہ جلسہ کے اختتام کے بعد دوغیراز جماعت معززین نے اپنے گھروں پر ملنے کی دعوت دی اور جماعت کے وہ دوست جو پہلی تقریر پر معترض ہوئے تھے، میرے لئے تحفہ خرید کر لائے اور بہت دعائیں دیں۔ پھر تین سال تک خاکسار لکھنؤ میں رہا۔ ہندوؤں اور مولویوں سے خوب مناظرے ہوئے۔ پورا یوپی کا صوبہ خاکسار کے سپرد تھا۔

(محترم عبدالمالک خانصاحب نے اپنی سوانح میں میرٹھ، کانپور، جھانسی وغیرہ میں کئی کامیاب مناظروں، لیکچروں اور دعوت الی اللہ کی ایمان افروز مجالس کا ذکر بھی کیا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ)

خاکسار کچھ مدت کے لئے مرادآباد میں مقیم رہا۔ اردگرد کے علاقہ میں ایک احمدی جو کپڑا بیچتے تھے اپنے ساتھ ٹریکٹ بھی رکھتے۔ ایک گاؤں میں ایک شخص نے جو کھڈی پر کپڑا بننے کا کام کرتا تھا، اس نے احمدیت کو قبول کرلیا۔ اُس میں اتنا جذبہ تھا کہ اس نے علی الاعلان دعوت الی اللہ شروع کردی جس کی وجہ سے اس کی مخالفت بڑھ گئی۔ پھر اُس کے بھائی نے بھی احمدیت قبول کرلی۔ یہ احمدی کھڈی پر جو تھان بناتا وہ بستی والوں کے ہاتھ فروخت کردیتا لیکن بائیکاٹ کی وجہ سے کسی نے اس کا تھان نہ خریدا۔ اُس نے دعا کی اور دوسرے روز عصر سے ذرا پہلے ایک شخص آتا اور تھان کو اچھے داموں خرید کرلے جاتا۔ اس نے نہ اس کا نام پوچھا نہ پتہ۔ پیسے لئے تھان بیچ دیا۔ چودہ دن تک بائیکاٹ رہا اور اس سارے عرصہ میں یہی ہوتا رہا۔ جس دن بائیکاٹ ختم ہوا، اس دن سے اس آدمی نے آنا بند کردیا۔ اس چیز نے اُس شخص کے ایمان کو بہت پختہ کر دیا اور اس کے گھر والوں نے بھی احمدیت کو سچ سمجھ کر قبول کرلیا۔

لکھنؤ کے بعد خاکسار کا ہیڈ کوارٹر آگرہ مقرر کیا گیا۔ یہ نہائت گرم ضلع تھا، مکان بھی بہت چھوٹا تھا۔ تاہم تین سال وہاں گزارے۔ اس عرصہ میں متعدد افراد سلسلہ میں داخل ہوئے۔ انیس مناظرے یہاں ہوئے۔ اور آریوں نے مولوی لال حسین اختر کو بلا کر ہمارے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کرائیں۔ رات وہ تقریر کرتے صبح ہم جواب شائع کراتے۔ ان کو تحریری مناظرہ کی دعوت دی جو قبول کر کے منحرف ہوگئے۔ ہم نے مناظرہ کا پہلا پرچہ بھی شائع کردیا۔ یہاں ایک الٰہی تصرف عجیب ہوا کہ مولوی لال حسین نے پانچ سوال پیش کئے کہ قادیانی ان کا قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔ چنانچہ معززین شہر ہمارے پاس آئے اور ہم سے ان کے جوابات طلب کئے۔ جمعہ کا دن مقرر ہوا۔ ایک حوالہ نہیں مل رہا تھا جس کے لئے مرکز کو بھی لکھا گیا، مقامی لائبریریوں سے تلاش کیا لیکن جمعہ کے بارہ بجے تک حوالہ نہ ملا اور جمعہ کے بعد دکھانا تھا۔ اتفاقاً ڈاکٹر محمد حسین صاحب جو میرے مکان کے احاطہ میں رہتے تھے ان کو جمعہ کے لئے لینے گیا، اُن کی الماری کے اوپر کچھ کتب بکھری پڑی تھی جن میں ایک چیمبرز انسائیکلو پیڈیا بھی تھی۔ اس میں مطلوبہ حوالہ درج تھا۔ نماز جمعہ کے بعد وہ معززین آگئے۔ ان کے سب سوالات کے جوابات دئے گئے۔ اُس حوالہ کا مطالبہ کیا گیا تو سب کو سنا دیا گیا۔ اس پر اُن معززین میں سے محمد عمر صاحب چنیوٹی نے اُسی وقت احمدی ہونے کا اعلان کردیا۔ پھر جلسہ کیا گیا اور دس پندرہ روز تک شہر میں احمدیت کا خوب گرما گرم چرچا رہا اور چند دنوں میں گیارہ افراد نے بیعت کی۔

آگرہ کی جماعت چھوٹی اور غریب افراد پر مشتمل تھی۔ اللہ جوایا صاحب صدر جماعت متمول آدمی تھے اور سلسلہ کے لئے خرچ بھی کرتے تھے۔ ایک بار وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور ہم کو فوری طور پر ایک اشتہار چھپوانا تھا۔ اُن کی اہلیہ سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے اپنا سونے کا ایک زیور دیا کہ اسے گروی رکھ کر اشتہار چھپوالیں۔ چنانچہ پریس والوں کو میں نے وہ زیور لے جاکر دیا لیکن وہ پریس کا مالک اس درجہ متأثر ہوا کہ اس نے یونہی اشتہار راتوں رات چھاپ دیا اور کہا کہ پیسے پھر دیدینا اور لوگوں کو جاکر کہا کہ تم لوگ ان کے برابر قربانی نہیں کرسکتے۔ بعد میں اُس نے خفیہ طور پر بیعت بھی کرلی۔

بچپن سے حضرت مصلح موعود کو دیکھنے، آپ کی باتوں کو سننے اور پھر آپ کے دورِخلافت میں کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ نوجوانوں کو ورزش کی طرف حضورؓ بہت توجہ دلاتے اور میدان کی کھیلوں کو بہت پسند فرماتے۔ آپؓ نے قادیان میں ٹورنامنٹ بھی جاری فرمایا اور خود بھی اس کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ ورزش کے ساتھ بھی دینی اخلاق حضور کے ہمیشہ مدنظر رہتے۔

ایک دفعہ باہر سے ایک ٹیم ہاکی کا میچ کھیلنے آئی۔ حضورؓ بھی میچ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ ہاف ٹائم میں حضور سے ہم سب کھلاڑی ملے تو خاکسار کو حضور نے فرمایا مالک گول کرو۔ حضور کے اس ارشاد نے بلا کا عزم اور خواہش دل میں پیدا کردی اور خاکسار موقعہ کی تلاش میں رہا اور دعا بھی کرتا رہا۔ کھیل ختم ہونے سے پانچ منٹ پہلے میں گول کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

ایک دفعہ کشمیر سے چند مہمان قادیان آئے۔ حضور کشمیر کمیٹی کے صدر تھے۔ آپ نے ان معزز مہمانوں کی ضیافت فرمائی اور دو نوجوانوں کو ہاتھ بٹانے کو بلایا جس میں خاکسار بھی تھا۔ جب سب مہمان چلے گئے تو حضور نے ہمیں ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا اور خود تھوڑی دیر کے بعد حضور ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے تشریف لائے اور یہ محسوس کر کے کہ ہم ادب کی وجہ سے حضور کی موجودگی میں کھانہ سکیں گے تو آپ ساتھ کے کمرہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت عبدالرحیم صاحب نیرؓ ایک زمانہ میں آپ کے پرائیوٹ سیکرٹری تھے۔ حضورؓ نے کوئی خط ان کو مطالعہ کے لئے دیا جس پر کچھ ہدایت درج تھی۔ حضورؓ کو اس خط کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپؓ نے وہ خط طلب فرمایا۔ سارا دفتر چھان مارا مگر خط نہ ملا۔ میں نے نیر صاحب سے عرض کیا کہ آپ گھر میں تو بھول کر نہ چھوڑ آئے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے گھر بھیجا۔ خط مل گیا اور میں نے لاکر دیدیا۔ اس وقت حضورؓ مغرب کی نماز کے لئے تشریف لے جاچکے تھے۔ نماز کے بعد دریافت فرمایا تو نیر صاحب نے خط حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؓ نے اندر سے پیغام بھجوایا کہ نیر صاحب کھانا کھا کر جاویں۔ پھر اُن کی اطلاع دینے پر کہ یہ خط مَیں نے اُن کے گھر سے لاکر دیا ہے، حضورؓ نے مجھے بھی طلب فرمالیا اور نہائت اہتمام کے ساتھ کھانا کھلوایا۔

ایک دفعہ میرے چچا جان مولانا محمد علی جوہرؔ مرحوم قادیان تشریف لائے۔ حضورؓ سے ملاقات میں مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ جب کوئی سیاسی لیڈر حضورؓ سے ملتا تو آپؓ باہمی دلچسپی کے موضوع پر گفتگو فرماتے۔ مذہبی گفتگو کا آغاز اس وقت فرماتے جب آپؓ سے کچھ پوچھا جاتا۔ چچا جان نے اپنا پشاور جانے کا مقصد بتایا اور اپنی اسکیم کا کچھ حصہ واضح کیا تو حضورؓ نے ایک مشورہ دیا جسے چچا جان نے بہت پسند کیا اور فرمایا کہ میرا ذہن اس طرف نہیں گیا تھا، جناب مرزا صاحب! آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔

پھر مَیں چچا جان کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر بہشتی مقبرہ گیا۔ وہاں حضورؑ کی قبر کے پاس مرغی کا ایک پَر ہوا سے اُڑ کر آگیا۔ آپ نے جھک کر اسے اٹھالیا اور مجھے کہا کہ اسے پرے پھینک دو۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے مزار کا احترام ملحوظ رکھا اس لئے خدا نے ان کی آرام گاہ بھی معزز جگہ بنادی۔

1932ء میں مجھے مولوی فاضل کا امتحان دینا تھا اور میرے والد محترم اس زمانہ میں رامپور میں تھے۔ میں نے انہیں داخلہ فیس (19 روپیہ) بھجوانے کو لکھا۔ اُن کے جواب میں تاخیر ہوئی تو میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ حضورؓ نے ازراہ شفقت بیس روپیہ میاں نور محمد صاحب کابلی کے ہاتھ مجھے بھجوادئے جو پھر واپس نہیں لئے۔

جس زمانہ میں پنجاب اسمبلی کے انتخابات کا کاروبار جاری تھا۔ حضورؓ نے فضل دین صاحب کے حق میں جماعت کو ووٹ دینے کا فیصلہ فرمایا اور ان کی ضمانت کے لئے حضرت نیّر صاحب کو انچارج مقرر کر کے سرگودھا بھجوایا۔ پھر مربیان کلاس میں سے صرف مجھے منتخب کر کے فرمایا: آپ کے چچا جان صاحبان (علی برادران) تو انتخابات میں بہت سرگرمی دکھاتے ہیں، آپ بھی خوب دوڑ دھوپ کریں۔ چنانچہ خاکسار نیّر صاحب کے ساتھ سرگودھا چلا گیا اور انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔

1940ء میں میرے والد شدید بیمار ہوگئے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ سے علاج کروایا لیکن افاقہ کی صورت پیدا نہ ہوئی بلکہ ایک دن آپ کو نیم بیہوشی کی حالت پیدا ہوگئی تو میری والدہ نے مجھے بااصرار کہا کہ ان کو دہلی لے چلو۔ میں مناسب نہ سمجھتا تھا کہ اس تکلیف کی حالت میں سفر کیا جائے۔ میری والدہ حضرت اماں جانؓ کے پاس چلی گئیں اور میری شکائت کی۔ حضرت اماں جانؓ نے مجھے بلاکر حقیقت دریافت کی اور فرمایا کہ تم ماں بیٹے کا فیصلہ حضرت صاحب کریں گے وہ ابھی ڈلہوزی سے آنے والے ہیں۔ حضورؓ تشریف لائے تو ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو ہمارے گھر بھجوایا اور رپورٹ طلب کی۔ پھر ظہر کے وقت مجھے بلا کر فرمایا کہ تم انہیں امرتسر لے جاؤ اور ڈاکٹر یعقوب صاحب کو دکھاؤ۔ میں نے ان کو اطلاع کروادی ہے۔ اس رات کو میں والد صاحب کو فرسٹ کلاس میں مع والدہ صاحبہ کے امرتسر لے گیا۔ اسٹیشن پر ایمبولینس کار تھی۔ فوراً ہسپتال گئے ایک انجکشن لگایا گیا۔ والد صاحب کی حالت سدھرنے لگی اور صبح تک یہ صورت پیدا ہوئی کہ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور ایک ہفتہ بعد ٹھیک ہوگئے۔ یہ سب حضور کی دعا کا اثر تھا۔

اللہ تعالیٰ نے 19 نومبر 1939ء کو مجھے فیروز پور میں پہلی بچی عطا فرمائی۔ اس کی پیدائش پر دائی کی غلطی سے میری اہلیہ کو پرسوت کا بخار ہوگیا اور ٹمپریچر 108 تک پہنچ گیا۔ ڈاکٹر کو بلایا، انہوں نے معائنہ کر کے انجکشن لگایا لیکن بخار اترا اور اترتے ہی پھر دوبارہ اتنا ہی ہوگیا۔ اس پر ڈاکٹر کے مشورہ پر مشن ہسپتال لے گیا اور ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کو قادیان دعا کے واسطے دو تار دیئے لیکن کوئی جواب نہ آیا تو ایک نرس کو اپنی اہلیہ کی نگرانی کے لئے ملازم رکھ کر خاکسار قادیان روانہ ہوگیا۔ حضورؓ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ حضور میں بہت تکلیف میں ہوں۔ میں نے دو تار دیئے لیکن جواب نہ پا کر میں بے قرار ہوکر حضور کی خدمت میں چلا آیا۔ حضور نے فرمایا میں نے دونوں کا جواب دفتر کو بھجوایا تھا، یہ دفتر کی غلطی ہے اس نے آپ کو جواب نہ بھجوایا۔ میں نے حضور کا ارشاد سن کر بے خودی میں حضور کا دست مبارک بازوؤں سے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور عرض کیا آپ خدا کے پیارے، میرے آقا اور امام ہیں۔ مجھے آپ کی دعا پر بے حد یقین ہے آپ ابھی میری بیوی اور بچی کے حق میں دعا کردیں۔ حضور نے میری درخواست پر دعا کی اور پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا مولوی صاحب! اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہوگا۔ میں فرط مسرت سے جھوم اٹھا اور فوراً دست بوسی کے بعد سلام کہہ کر رخصت ہوگیا۔ وہاں حضرت حافظ مختار احمد صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ باہر آکر وہ کہنے لگے: حضورؓ نے جب یہ فرمایا کہ اب تمہاری بیوی کو بخار نہ ہوگا، اُس وقت حضورؓ کے کمرہ میں لگی ہوئی گھڑی میں نو بج کر سنتالیس منٹ تھے۔ تم جاکر دیکھنا اس وقت حضور کی دعا سے بخار ٹوٹا ہوگا۔ اس بزرگ کی اس فراست نے میری خوشی اور دوبالا کردی۔ میں نے واپس جاکر امریکن لیڈی ڈاکٹر کو یہ بات بتائی اور اس کی اجازت سے چارٹ جاکر دیکھا تو اس میں بخار ٹوٹنے کا ٹائم ٹھیک نو بج کر سنتالیس منٹ درج تھا۔ ہسپتال میں عیسائی عورتیں تبلیغ کیلئے بھی آتیں۔ جب انہیں یہ معجزہ بتایا گیا تو انہوں نے میری اہلیہ کے کمرہ میں آنا چھوڑ دیا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22/جون 2005ء میں مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب کی ایک غزل سے انتخاب پیش ہے:

درد کا ساز چھڑا ، شور مچا ، ہوک اٹھی
دل کے نغمات چھنے ، ہوش اڑے ، آنکھ پھٹی
ہاتھ اٹھ اٹھ کے اٹھے جب بھی دعاؤں کے لئے
کاسۂ درد میں پھر آس کی اک بیل اُگی
تیری یادوں کے طلسمات میں کھوئے ہی رہے
یہ وہ زنداں تھا ہمیں جس سے رہائی نہ ملی
وار پر وار کئے اس نے تسلسل سے حلیم
ہم نے ہنس ہنس کے کہا ، اور سہی اور سہی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
8th December 2006 – 14th December 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 8th December 2006

00:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05	MTA Travel: A travel programme.
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 241, Recorded on 30/12/1996.
02:30	Seerat-un-Nabi: A seminar on about 'the Love of God'.
03:20	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
04:10	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 155, Recorded on 30th September 1996.
05:10	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 30th November 2003.
08:00	Le Francais C'est Facile: No. 83
08:25	Siraiki Service
09:25	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 45, Recorded on 21st July 1995.
10:25	Indonesian Service
11:25	Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:55	Tilaawat & MTA News Review Special
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
14:10	Dars-e-Hadith
14:25	Bangla Shomprochar
15:25	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10	Friday Sermon [R]
17:10	Interview: An interview with Syed Ali Ahmad Tariq about Persecution of Ahmadi's in Pakistan. Part 2.
18:05	Le Francais C'est Facile: No. 83 [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:25	Urdu Mulaqa'at: Session 45 [R]
23:25	MTA Travel: A travel programme showing San Francisco.

Saturday 9th December 2006

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10	Le Francais C'est Facile: No. 83
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 242, Recorded on 31/12/1996.
02:45	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th December 2006.
03:50	Bangla Shomprochar
04:50	Interview: An interview with Syed Ali Ahmad Tahir about Ahmadi's under trial in Pakistan.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 15th February 2004.
08:10	Ashab-e-Ahmad
08:50	Friday Sermon [R]
09:55	Indonesian Service
10:55	French Service
12:00	Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55	Bengali Service
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:05	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
16:55	Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25/10/1996. Part 2.
17:50	Australian Wild Life: A documentary showing the Wild life of Australia.
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:10	Quiz Programme
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday 10th December 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Quiz Programme
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 243, Recorded on 01/01/1997.
02:45	Ashab-e-Ahmad
03:25	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th December 2006.
04:30	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:30	Australian Wild Life
06:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor . Recorded on 8th February 2004.
08:10	Learning Arabic: Programme No. 9
08:30	MTA Travel: A travel programme
09:00	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 24th March 2006.
12:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th December 2006.
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:00	Huzoor's Tours [R]
17:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th November 1994. Part 1.
17:50	MTA Travel [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 244, Recorded on 06/01/1997.
20:30	MTA International News Review [R]
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
21:55	Huzoor's Tours [R]
23:00	Ilmi Khutbaat

Monday 11th December 2006

00:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
01:05	Learning Arabic, Programme No. 9
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 244, Recorded on 06/01/1997.
02:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th December 2006.
03:40	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th November 1994. Part 1.
04:25	Ilmi Khutbaat
05:30	MTA Travel: A travel programme.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15	Children's Class with Huzoor. Recorded on 29th November 2003.
08:25	Le Francais C'est Facile, Programme No. 31
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 20, Recorded on 23rd February 1998.
10:10	Indonesian Service
11:15	Signs of the Latter Days
12:15	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:20	Bengali Service
14:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 13/01/2006.
15:40	Signs of the Latter Days [R]
17:05	Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30	Arabic Service
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 245, Recorded on 07/01/1997.
20:35	MTA International Jama'at News
21:10	Spotlight: A speech delivered by Sahibzada Mirza Waseem Ahmad Sahib, Ameer Jama'at, Qadian. Recorded on 27th December 2003.
21:50	Children's Class [R]
22:50	Friday Sermon, recorded on 13/01/2006 [R]
23:55	Medical Matters: A health related programme about heart disease.

Tuesday 12th December 2006

00:30	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 245, Recorded on 07/01/1997.
02:30	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 13/01/2006.
03:30	Le Francais C'est Facile, Programme No. 31
03:55	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 20, Recorded on 23rd February 1998.
05:00	Signs of the Latter Days
06:05	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10	Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 20th December 2003.
08:30	Learning Arabic, programme No. 9
08:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th December 1996. Part 2.
10:00	Indonesian Service
10:55	Sindhi Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:05	Bengali Service
14:10	Jalsa Salana Qadian 2003: Concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana Qadian. Recorded on 28th December 2003.
15:30	Aina-e-Jihad
16:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
17:05	Learning Arabic, programme No. 9 [R]
17:25	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:05	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:30	Aina-e-Jihad [R]

Wednesday 13th December 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:10	Learning Arabic, Programme No. 9
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 246 Recorded on: 08/01/1997.
02:30	Jalsa Salana USA 2003: A speech delivered by Rasheed Latif Rushdi on the topic of 'Hadhrat Sahibzada Abdul Latif' on the occasion of Jalsa Salana USA. Recorded on: 28/06/2003.
03:40	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th December 1996. Part 2.
04:45	Aina-e-Jihad
05:25	MTA Documentaries: A documentary showing a visit to the Moroccon city of Marrakesh.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 22nd February 2004.
08:10	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th May 1984.
09:55	Indonesian Service
10:50	Swahili Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:15	Bengali Service
14:15	From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31/12/1982.
14:55	Magnificent Sea World: A documentary on sea life.
15:25	Jalsa Speeches: A speech delivered by Sahibzada Mirza Waseem Ahmad on the topic of 'The existence of Allah' on the occasion of Jalsa Salana Germany. Recorded on: 24th August 2001.
16:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
17:05	Children's Workshop
17:20	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 247, Recorded on: 11/02/1997.
20:30	MTA International News Review
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:05	Jalsa Speeches [R]
22:55	From the Archives [R]
23:35	Children's Workshop [R]

Thursday 14th December 2006

00:25	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 247, Recorded on: 11/02/1997.
02:45	The Philosophy of the Teachings of Islam
03:10	Hamari Kaa'enaat
03:40	From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 31/12/1982.
04:25	Children's Workshop
04:45	Magnificent Sea World: A documentary on sea life.
05:15	Jalsa Speeches
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 29th February 2004.
08:10	English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 28, Recorded on 26/11/1994.
09:05	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
09:55	Al Maa'idah: A cookery programme
10:10	Indonesian Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05	Bengali Service
14:10	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 156, Recorded on 28th October 1996.
15:30	Huzoor's Tours [R]
16:35	English Mulaqa'at, Session 28 [R]
17:40	Moshaa'irah: An evening of poetry.
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class, Session 156 [R]
22:05	Seerat-un-Nabi: A seminar on about 'the Love of God'.
23:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT**

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday December 01, 2006 | Issue No. 48

پردہ ایک اسلامی حکم ہے اور ایک احمدی عورت اور نوجوان لڑکی کی شان اور اس کا تقدس بھی ہے۔ اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔

جرأتمند مسلمان احمدی عورت کی طرح اپنے نیک عمل سے اور دلائل سے اپنے ماحول اور معاشرے میں اس بات کو پہنچائیں کہ پردہ کوئی قید نہیں ہے بلکہ یہ قرآنی حکم ہماری عزتوں کو قائم کرنے اور ہمارا شرف بحال کرنے کے لئے ہے۔

مَیں نے تو بہرحال اس حکم کی پابندی کروانی ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں خیال ہو کہ اس طرح کی سختی سے جماعت کم ہو جائے گی اور جماعت سے لوگ دوڑنا شروع ہو جائیں گے تو یاد رکھیں کہ جماعت کم نہیں ہوگی۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کے مقابل نئی قومیں عطا فرمائے گا جو اسلام کی تعلیم سے محبت کرنے والی ہوں گی۔

پردہ اور حیا کی تعلیم ہر زمانے اور ہر مذہب میں دی جاتی رہی ہے۔

آج ہر احمدی عورت کی غیرت کا تقاضا ہے کہ اس معاشرے میں اعلان کر کے ہر ایک کو بتائیں کہ تم چاہے جتنی مرضی پابندیاں لگا لو ہمارے دلوں سے، ہمارے چہروں سے، ہمارے عملوں سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نہیں چھین سکتے۔

(لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد۔ اختتامی اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب اور خواتین کو وقت کے تقاضوں کے پیش نظر نہایت اہم تاکیدی نصائح)

(رپورٹ مرتبہ: ابولبیب)

(لندن): لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع 18-19 نومبر بروز ہفتہ و اتوار مسجد بیت الفتوح لندن میں بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ UK کی طرف سے موصولہ رپورٹ کے مطابق اس اجتماع میں UK کے 13 ریجنز میں سے 12 اور 89 مجالس میں سے 82 مجالس کی نمائندگی ہوئی۔

اجتماع میں شامل ہونے والی لجنہ و ناصرات کی کل تعداد 2178 تھی جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد 2013 تھی۔ لجنہ کے اجتماع کی کارروائی طاہر ہال میں اور ناصرات کے اجتماع کی کارروائی نور ہال میں منعقد ہوئی۔

ہفتہ کے روز لجنہ و ناصرات کے تلاوت قرآن کریم اور تقاریر و نظم وغیرہ کے علمی مقابلے ہوئے۔ شعبہ صنعت و تجارت، تحریک جدید، وقف جدید، وصیت اور تبلیغ نے خصوصی نمائشی سٹال لگائے۔ ہفتہ کی شام مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جو رات دیر تک جاری رہی۔

اتوار کے روز انگریزی تقاریر اور بیت بازی وغیرہ کے مقابلے ہوئے۔ مختلف مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والی لجنات و ناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اجتماع کا نقطۂ عروج اس کا اختتامی اجلاس تھا جس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا اور زریں ہدایات سے نوازا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ برطانیہ کے اجتماع سے اختتامی خطاب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 نومبر بروز اتوار لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر اختتامی خطاب میں تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج آپ لوگ یہاں پر اپنا اجتماع منعقد کرنے کے سلسلے میں جمع ہیں جس کا آج آخری دن ہے۔ ان اجتماعوں کا انعقاد اس غرض سے کیا جاتا ہے تا کہ احمدی عورتوں اور بچیوں کو دینی تعلیم اور تربیت کے لئے مل بیٹھ کر یہاں تعلیمی تربیتی اور اصلاحی تقاریر اور ہدایات سن کر اپنے اندر کی کمزوریوں کو دور کرنے اور اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ مختلف علمی پروگرامز میں حصہ لے کر اپنی علمی صلاحیتوں کو مزید نکھارنے کا موقع ملے۔

حضور نے فرمایا کہ جس قوم کی بچیاں، لڑکیاں اور عورتیں اس سوچ کے ساتھ ایک جگہ جمع ہو کر خالص دینی اور روحانی ماحول میں رہ کر اپنا وقت گزار رہی ہوں اس قوم کی نہ تو نسلیں برباد ہوتی ہیں، نہ ان پر کبھی زوال آتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جو علمی اور روحانی مائدہ آپ نے یہاں سے حاصل کیا ہے اور کر رہی ہیں اس سے فائدہ اٹھائیں کہ اسی میں آپ کی اور آپ کی نسلوں کی اور آپ کے خاندانوں کی عزت اور بقا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ انسان کو کبھی خود غرض نہیں ہونا چاہئے کہ اُسے صرف اپنی فکر رہے اور صرف اپنی ضروریات اور اپنے جذبات کا خیال رکھے بلکہ دوسروں کی بھی فکر ہونی چاہئے۔ صرف اپنی عزت کا نہیں سوچنا چاہئے بلکہ اپنے خاندان اور جماعت کی عزت کا خیال بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بات بھی ہر وقت ذہن میں رہنی چاہئے کہ میرا ایک بصیر خدا ہے جو ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے۔ میرا ایک علیم و خبیر خدا ہے جس کی نظر میرے پاتال تک کا بھی علم رکھتی ہے اور میری ہر بات کی اس کو خبر ہے اس لئے اس سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔

حضور نے فرمایا کہ ہر ایک احمدی مسلمان عورت کو ہمیشہ ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچائی ہیں۔ اگر کبھی ان باتوں کو ہم کسی وجہ سے بھول جائیں تو جب بھی وہ یاد کروائی جائیں تو پھر ان سے ایسا معاملہ کرنا چاہئے جیسا اللہ کے نیک بندے کرتے ہیں اور جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہیں اُن کے ربّ کی آیات یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ اُن سے بہروں اور اندھوں کا سا معاملہ نہیں کرتے۔

حضور انور نے لجنہ اماء اللہ سے اپنی بلند توقعات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یقیناً وہ احمدی عورت جس کے دل میں نیکی کا بیج ہے، جو وفاؤں کی پتلی ہے، جو دین کی خاطر قربانی کا فہم رکھتی ہے اور جو خلافتِ احمدیہ سے عشق و محبت کا تعلق رکھتی ہے اُسے جب نصیحت کی جائے تو وہ اس نصیحت سے اندھوں اور بہروں کا سا سلوک نہیں کرتی۔ اور یہی امید ہر احمدی سے بھی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ جو عہد کرتی ہیں ہمیشہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے عہدِ بیعت لیا تو اس میں مردوں سے لئے جانے والے عہدِ بیعت سے کچھ زائد باتیں رکھیں جن کا قرآنِ کریم میں ذکر ملتا ہے جس میں شرک سے بچنے کی طرف توجہ ہے، برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ ہے، اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی طرف توجہ ہے۔ اور فرمایا وَ لَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کہ وہ نیک باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ پس یہ جو بعض دماغوں میں خیال آ جاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں تو یاد رکھیں کہ آپ آزاد ہیں مگر ایک حد تک۔ جہاں آپ کے دین کے اور شریعت کے احکامات کا تعلق ہے وہاں آزاد نہیں ہیں۔ اگر جماعت میں شامل ہوئے ہیں تو ان شرائط کی بہرحال پابند ہیں جو ایک احمدی کے لئے ضروری ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں معاشرہ بالکل آزاد تھا اس میں کوئی قانون نہیں تھا۔ ان میں آج کی برائیوں سے زیادہ برائیاں موجود

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں